آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے

میلادِ مصطفے ﷺ کے موضوع پر مشتمل خطباتِ

شفیقی کا ایک عمدہ بیان بنام

عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیوں اور کیسے؟

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر مشتمل عاشقانِ رسول کے لیے ایک معلوماتی تحفہ بنام

عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں اور کیسے؟

اس کتاب میں آپ ملاحظہ کریں گے

- ☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت
- ☆... میلاد کیا ہے؟
- ☆... میلاد یا وفات؟
- ☆... کیا میلاد منانا قرآن سے ثابت ہے؟
- ☆... میلاد کو عید میلاد کیوں کہتے ہیں؟
- ☆... نبی کی پیدائش کے وقت میلاد کس نے منایا؟
- ☆... کیا نبی نے کبھی اپنا میلاد منایا ہے؟
- ☆... کیا صحابۂ کرام نے میلاد منایا ہے؟
- ☆... میلاد منانے کی کیا برکتیں ہیں؟
- ☆... بزرگانِ دین میلاد کیسے مناتے تھے؟
- ☆... میلاد کب کب کر سکتے ہیں؟
- ☆... میلاد کیسے منایا جائے؟
- ☆... میلاد نامہ
- ☆... صلاۃ و سلام
- ☆... فاتحہ خوانی
- ☆... دعا

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ آگرہ

فہرست

مصنف کا تعارف

نام و نسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کرکے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی

کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح" کی اردو شرح بنام "شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح" تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لاکر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

اللہ سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

مصنف کی اصلاحی کتب

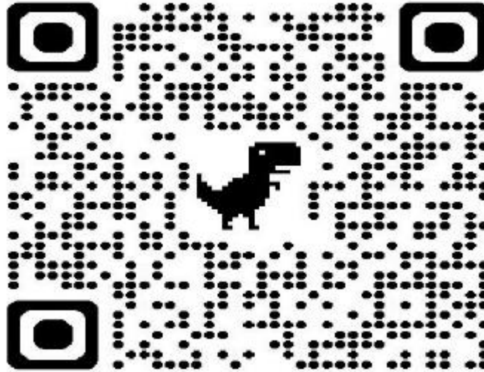
1☆...مافعل اللہ بک 2☆...اسلام کی خوبیاں 3☆...اسرار الایمان فی حقائق الارکان 4☆...میری سنت میری امت 5☆...کیا حال ہے؟ 6☆...موت کے وقت 7☆...عقائد کی حکمتیں 8☆...پانچ نمازوں کی حکمت 9☆...قرآنی سورتوں کے مضامین 10☆...سب سے پہلے سب سے آخر 11☆...خطباتِ شفیقی جلد اول 12☆...قصور کس کا؟ 13☆...نصاب مسائلِ نماز 14☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اوّل 15☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم 16☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم 17☆...تدریس کے ۲۶ طریقے 18☆...رفیق التدریس 19☆...تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے 20☆...فیضانِ قرآن کورس 21☆...فیضانِ شریعت کورس 22☆...آسان فرض علوم 23 ☆...آسان خطباتِ محرم 24☆...تنظیمی نصاب و بیانات 25☆...اعلی حضرت کا چرچا رہے گا 26☆...آسان حنفی نماز (ہندی) 27☆...عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟ 28☆...محمد اور احمد کے اسرار 29☆...مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟ 30☆...ایک سے دس تک 31☆... نکتے ہی نکتے 32☆... امتِ محمدیہ کے سوالات اور قرآنی جوابات 33☆...کامیابی کے دس اصول 34☆... درسِ تصوف 35☆...علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟ 36☆...درود کی حکمتیں 37 ☆...چاند کی گواہی 38☆... قربانی کی تاریخ اور حکمتیں

مصنف کی درسی کتب

1☆...شَفِيْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْأَرْوَاح 2☆...شَفِيْقِيَّه شرح اَلْأَرْبَعِيْنَ النَّوَوِيَّه 3☆...شَفِيْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ اول) 4☆...نُوْرُ الْمُغِيْث شرح تَيْسِيْر مُصْطَلَحِ الْحَدِيْث 5☆...شَفِيْقُ النَّحْو

لحل خُلَاصَۃِ النَّحْو (حصہ دوم)6☆...القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر7☆...شَارِقُ الْفَلَاح شرح نُوْرُ الْاِیْضَاح8☆...عِرْفَانُ الْآثَار شرح مَعَانِی الْآثَار9☆...عِنَایَۃُ الْحِکْمَت لِحَلِّ بِدَایَۃُ الْحِکْمَت 10☆...خَلِیْلِیَّہ شرح مُنَاظَرَۃُ رَشِیْدِیَّہ11☆...کَلَامُ الْوِقَایَہ شرح شَرْحُ الْوِقَایَہ12☆...رَحْمَۃُ الْبَارِی شرح تَفْسِیْرُ الْبَیْضَاوِی13☆...مُخْتَارُ التَّاوِیْل شرح مَدَارِکُ التَّنْزِیْل14☆...اَلدَّلَالَۃُ الشَّاھِدَۃ شرح اَلْبَلَاغَۃُ الْوَاضِحَۃ15☆...اَلْمُعْتَبَرُ الْمُعْتَرَف لحل الْمُعْتَقَدِ الْمُنْتَقَد16☆...سَلِیْمُ النَّظَر شرح نُزْھَۃُ النَّظَر17☆...شَفِیْقُ النُّعْمَانِی لِحَلِّ شَرْحِ الْجَامِی18☆...عَطَایَۃُ الْحِکْمَت شرح ھِدَایَۃُ الْحِکْمَت19☆... نحو کے دلچسپ سوالات20☆... صرف کے دلچسپ سوالات 21... تسلیم التوقیت

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی کتب ڈاون لوڈ کرنے کا بار کوڈ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

اے عاشقانِ رسول! ہر دور اور ہر زمانے میں ہر آدمی کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر کام میں کامیابی کے زینے چڑھتا رہے، اسے کامیابی ملتی رہے ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے اور آدمی کامیابی کو پانے کے لیے ہر ممکنہ کوشش بھی کرتا ہے، محنت اور جد وجہد بھی کرتا ہے مگر ان تمام تر کوششوں کے باوجود وہ ناکام ہو جاتا ہے۔

کامیابی کیا ہے؟

اگر میں آپ سے پوچھوں کہ اصل میں کامیابی کیا ہے؟ تو شاید ہر شخص اپنے اپنے طور پر بے شمار چیزیں گنوانے لگے، کہ اس دور میں مال کا ہونا کامیابی ہے، دنیوی آسائشوں کا ملنا کامیابی ہے، صحتمند و تندرست ہونا کامیابی ہے، بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنا کامیابی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اصل کامیابی

مگر یہ تمام کامیابیاں صرف دنیوی کامیابیاں ہیں جو کہ جلد ختم ہو جانے والی ہیں، اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے، اصل کامیابی دنیا سے ایمان سلامت لے کر جانا ہے۔ اصل کامیابی قبر کے سوالات کے صحیح جوابات دینا ہے، اصل کامیابی قبر کے عذابات

سے بچ جانا ہے، اصل کامیابی قیامت کی گرمی سے بچ جانا ہے، اصل کامیابی قیامت کے عذابات سے بچ جانا ہے، اصل کامیابی نامۂ اعمال کا سیدھے ہاتھ میں مل جانا ہے، اصل کامیابی قیامت کے حساب وکتاب میں کامیاب ہونا ہے، اصل کامیابی پل صراط سے امن کے ساتھ گزر جانا ہے، اصل کامیابی مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی شفاعت کا مل جانا ہے، اصل کامیابی و کامرانی تو اللہ پاک کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں راحت پانا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! اصل کامیابی وہ ہے جس کو اللہ الرحمٰن نے اپنے قرآن میں بیان فرمایا ہے: چنانچہ پارہ 4، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 185، میں ارشاد ہوا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ-وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ-فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَؕ-وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴿۱۸۵﴾ (پ۴، آل عمران، ۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا (یعنی کامیاب ہوا) اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

اصل میں یہی کامیاب ہے

پس جو اللہ پاک کی رضا حاصل کر کے تمام عذابات اور دوزخ سے بچا کر، مغفرت و بخشش کا پروانہ لیے جنت میں داخل ہوا اصل میں وہی کامیاب ہے۔ لہٰذا بخشش و مغفرت کی دعا کرتے اور دوسروں سے کرواتے رہنا چاہیے، کہ یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے چنانچہ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مدینے شریف میں بچوں سے فرمایا کرتے: بچو! دُعا کرو عمر بخشا جائے، عمر کی مَغْفِرت ہو جائے۔ (فضائلِ دُعا، ص ۱۱۲)

اللہ اکبر! اللہ کریم فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اس ادا کے صَدقے ہم سب کی مَغْفِرَت فرمائے۔ بہر حال بچوں سے دُعائے مَغْفِرَت کے الفاظ کہلوانے چاہیے اگرچہ بچوں کو دُعائے مَغْفِرَت کی سمجھ نہ بھی آئے۔ دُعائے مَغْفِرَت کے معنیٰ تو بچے تو بچے بڑے بھی نہیں سمجھتے ہوں گے۔ مغفرت کے معنیٰ ہیں: "یا اللہ! تُو اس کے گناہ مُعاف کر دے، اس کے گناہ بخش دے"۔

مغفرت کی دعا کرتے اور کرواتے رہنا چاہیے

اے عاشقانِ رسول! بخشش و مغفرت کی دعا کرتے اور کرواتے رہنا چاہیے لیکن ہماری اپنی دعا یا دوسرے کی دعا قبول ہو جائے اس کی کوئی گارنٹی نہیں، اسی طرح اگر کوئی ہمارے لیے مغفرت کی دعا کرے تو کتنی دیر؟ چند سکینڈ، چند منٹ، چند گھنٹا، چند دن، بس اور زیادہ سے زیادہ اپنی موت تک، مرنے کے بعد تو کوئی کسی کے لیے دعا نہیں کر سکتا بلکہ مردہ خود دوسروں کی دعاؤں کا محتاج رہتا ہے۔

لیکن کیا میں آپ کو ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے آپ کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال نہیں بلکہ ہزاروں سال تک ہوتی رہے، مرنے کے بعد بھی ہوتی رہے، بغیر وقفہ، بغیر رکے، ہر لمحہ، ہر گھڑی ہوتی رہے، دم بدم ہوتی رہے، اور کوئی عام آدمی نہیں، جنات نہیں، حیوانات نہیں بلکہ اللہ پاک کے معصوم فرشتے جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ سوتے ہیں، جن کی عمروں کا ہم اور آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، جو

گناہوں سے پاک وصاف ہیں، ہر وقت اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ومصروف رہتے ہیں وہ ہمارے لیے بخشش ومغفرت کی دعا کرتے رہیں۔

وہ عمل یہ ہے

اللہ اکبر! اے عاشقانِ میلاد! ذرا غور توکیجیے! کہ وہ کیسا عمل ہوگا جس کا بدلہ اتنا بڑا ہے۔ آیئے میں آپ کو وہ عمل بتاتا ہوں، یہ عمل ایسا ہے جو روزانہ نہیں کرنا، ہفتے میں نہیں کرنا، مہینے میں نہیں کرنا، سال میں نہیں کرنا بلکہ عمر میں صرف ایک بار کرنا ہے، جب آپ اس کو کرلیں گے تو اس وقت سے صبحِ قیامت تک اللہ کے معصوم فرشتے آپ کے لیے بخشش ومغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ چنانچہ میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے **"ضیائے درود و سلام"** میں لکھتے ہیں:

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا فرمانِ عالی شان ہے:** جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُودِ پاک لکھا، جب تک میرا نام اس میں رہے گا فرشتے اس کے لیے اِسْتِغْفار (یعنی بخشش کی دُعا) کرتے رہیں گے۔

(معجم اوسط، باب الالف من اسمہ احمد، ۱/۴۹۷، حدیث:۱۸۳۵)

سبحٰن اللہ! اے عاشقانِ رسول! آج محفل سے جانے کے بعد ایک کاپی لیجیئے گا اور اس میں اپنے نبی، اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درود بلکہ یہ الفاظ لکھ لیں "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد" اور پھر اس کاپی کو سنبھال کر رکھ دیں، جب تک اس کاپی میں اللہ کے

آخری نبی ﷺ کا نامِ مبارک لکھا رہے گا اللہ کے معصوم فرشتے آپ کے لیے بخشش کے دعا کرتے رہیں گے۔

عظیم نبی کی عظیم عطا

اے عاشقانِ رسول! ذرا اپنے نبی ﷺ کی عطا پر غور تو کیجیۓ کہ آپ ﷺ اپنے امتیوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ عمل عطا فرمایا ہے، آج کل تو اولاد بھی مرنے کے بعد چند بار ایصالِ ثواب کر کے بھول جاتی ہے، جس اولاد کو زندگی بھر خون پسینے کی کمائی کھلاتے رہے، جس کی ہر خواہش پوری کی، جس کو مال دیا، جس کو گھر بار دیا، چھوٹے سے بڑا کیا، اتنے احسانات کرنے کے بعد ہماری اولاد تیجہ، دسواں، بیسواں، چالسواں اور برسی کر کے اپنے کاموں میں مشغول ہو کر ہمیشہ کے لیے بھول جائے گی۔

لیکن یہ عمل کیا ہوا ہو گا تو ہمارے مرنے کے سیکڑوں، ہزاروں سال بعد جب تک اس کاغذ کے ٹکڑے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نامِ مبارک محفوظ رہے گا بخشش و مغفرت کی دعا ہوتی رہے گی۔ چاہے ہم کھا پی رہے ہوں یا کام کر رہے ہوں، بیٹھے ہوں یا کھڑے ہوں، چل رہے ہوں یا رکے ہوئے ہوں، گھر میں ہوں یا باہر ہوں، صحتمند ہوں یا بیمار ہوں، یہاں تک کی جاگ رہے ہوں یا سو رہے ہوں، ہر وقت، ہر گھڑی، ہر لمحہ مغفرت کی، بخشش کی دعا ہوتی رہے گی۔ ان شاء اللہ۔ شاعر نبی ﷺ کے کرم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

تیرے کرم سے اے کریم مجھے کون سی شے ملی نہیں

جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

خدا کے بعد محمد کا نام لیتے رہو
ہر ایک کام میں برکت درودِ پاک سے ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ماہِ ربیع النور جب آتا ہے

اے عاشقانِ رسول! ماہِ رَبِیْعُ النُّور شریف تو کیا آتا ہے ہر طرف موسِمِ بہار آجاتا ہے۔ پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیوانوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، بوڑھا ہو یا جوان ہر حقیقی مسلمان گویا دل کی زَبان سے بول اُٹھتا ہے:

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیا ں منا رہے ہیں

جب کائنات میں کُفر و شرک اور وَحشت و بَربَرِیَّت کا گُھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بارہ رَبِیْعُ النُّور شریف کو مکّہ مکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً میں حضرتِ سیِّدَتُنا آمِنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے مکانِ رَحمت نشان سے ایک ایسا نور چمکا جس نے سارے عالَم کو جگمگ جگمگ کر دیا۔ سِسکتی ہوئی انسانیّت کی آنکھ جن کی طرف لگی ہوئی تھی وہ تاجدارِ رِسالت، شَہنشاہِ نُبُوَّت، مَخزنِ جُودو سخاوت، پیکرِ عَظَمت و شرافت، محسنِ انسانیّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام عالَمین کے لیے رَحمت بن کر مادَرِ گیتی پر جلوہ گر ہوئے۔

مُبارَک ہو کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیں تشریف لے آئے
جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن تشریف لے آئے

مسلمانو! صبحِ بہاراں مبارَک
وہ برساتے انوار سرکار آئے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

موضوع

اے عاشقانِ رسول! اس کتاب میں چند ایسی اہم باتیں آپ کے سامنے رکھنے جا رہوں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور وہ یہ ہیں کہ:

(1)۔۔۔میلاد کیا ہے؟

(2)۔۔۔جس مہینے، تاریخ اور دن نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی اسی مہینے، تاریخ اور دن وفات بھی ہوئی ہے، لہذا مسلمان میلاد کی جگہ نبی ﷺ کی وفات کیوں نہیں مناتے؟

(3)۔۔۔کیا میلاد منانا قرآن سے ثابت ہے؟

(4)۔۔۔میلاد کو عیدِ میلاد کیوں کہتے ہیں؟

(5)۔۔۔جب محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے کیا اس وقت کسی نے میلاد منایا تھا؟

(6)۔۔۔کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنا میلاد منایا ہے؟

(7)۔۔۔کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے میلاد منایا ہے؟

(8)۔۔۔ محفلِ میلاد منانے کی کیا برکتیں ہیں؟

(9)۔۔۔بزرگانِ دین میلاد کیسے مناتے تھے؟

(10)۔۔۔ محفلِ میلاد کب کب کر سکتے ہیں؟

(11)۔۔۔میلاد کیسے منایا جائے؟

(12)۔۔۔میلاد نامہ

اے عاشقانِ رسول! اب ان بارہ سوالات کے جوابات ملاحظہ کیجیے اور اپنے عشقِ رسول کو مزید بڑھائیے:

(1)۔۔۔میلاد کیا ہے؟

سوال: میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے ؟

جواب: سگِ عطار کی لکھی ہوئی فرض علوم سیکھنے کی بہترین کتاب بنام **"آسان فرض علوم"** میں لکھا ہے: میلاد عرفِ عام میں ذکرِ مصطفےٰ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا نام ہے خواہ دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں یا لاکھوں لوگ مل کر کریں۔

اس محفل میں الله پاک کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے، تلاوتِ قرآنِ مجید ہوتی ہے، نبی ﷺ کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور ذکرِ مصطفےٰ ﷺ ہوتا ہے یعنی اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ کے فضائل و کمالات، حسنِ اخلاق، شان وشوکت، طاقت و سخاوت، نامِ پاک کی برکت، پچھلی آسمانی کتابوں میں بیان کی گئی فضیلت، حلیہ مبارک، موئے مبارک، بچپن کی پیاری ادائیں، مبارک جوانی کے واقعات، تعظیمِ مصطفےٰ ﷺ کے واقعات، حلمِ مصطفے ﷺ کے واقعات، جمالِ مصطفے ﷺ کے واقعات، اطاعتِ مصطفے ﷺ کے واقعات، معجزاتِ مصطفے ﷺ کے واقعات، حسنِ مصطفے ﷺ کے واقعات، کمالاتِ مصطفے ﷺ کے واقعات، امدادِ مصطفے ﷺ کے واقعات، عشقِ مصطفے ﷺ کے واقعات، اختیاراتِ مصطفے ﷺ کے واقعات اور پھر اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کر کے اپنے لیے، دوسرے مسلمانوں کے لیے زندوں کے لیے، مردوں کے لیے بلکہ ساری امتِ مسلمہ کے لیے دعائے خیر کر کے برکتیں حاصل کی جاتی ہیں۔

(آسان فرض علوم ص۱۷۸)

(2)۔۔۔میلاد یا وفات

اے عاشقانِ رسول! دوسرا سوال یہ تھا کہ جس مہینے، جس تاریخ اور جس دن نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی، اسی مہینے، اسی تاریخ اور اسی دن وفات بھی ہوئی ہے، لہذا مسلمان میلاد کی جگہ وفات کیوں نہیں مناتے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نبی کی زندگی میں دو موقعے بڑے اہم ہوتے ہیں:

(1)۔۔۔نبی کی پیدائش یعنی اس دنیا میں تشریف لانا۔

(2)۔۔۔نبی کی وفات یعنی دنیا سے ظاہری طور پر تشریف لے جانا۔

اب ان دونوں موقعوں میں پہلا موقعہ امتیوں کے لیے ہے اور دوسرا نبی کے لیے ہے۔ وہ یوں کہ جب نبی دنیا میں آتا ہے تو اللہ پاک کے انوار، اللہ پاک کے احکام، اللہ پاک کی کتاب، اللہ پاک کی معرفت یعنی پہچان، ہدایت، سعادت، برکت اپنے امتیوں کے لیے لاتا ہے اس لیے نبی کا آنا امتیوں کے لیے عید کا دن ہوتا ہے۔

اور جب نبی اس دنیا سے ظاہری طور پر تشریف لے جاتا ہے تو امتی نبی کی ظاہری برکتوں سے محروم ہو جاتے ہیں، نبی کی زیارت سے محروم ہو جاتے ہیں لیکن یہ دن نبی کے لیے خاص دن ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے قرب میں جا رہا ہے۔

اس لیے امتیوں کو اپنے نبی کا میلاد منانا ہے نہ کہ وفات منانا ہے۔

اور دوسرا جواب امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا کہ: نبی کی ولادت ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت ہے اور ان کا وصال ہمارے لیے سب سے بڑی

مصیبت ہے۔ اور شریعت نے ہمیں نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرنے اور مصیبتوں پر صبر و سکون اور غم چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اور شریعت نے ہمیں ولادت پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا اور یہ شکر کا اظہار ہے اور مولود کی خوشی ہے جبکہ ہمیں موت پر کچھ ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ کرنے اور چلانے سے منع کیا۔

پس شریعت کے قوانین اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ربیع الاول کے مہینے میں نبی ﷺ کی وفات کا غم کرنے کے بجائے نبی ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنی چاہیے۔

یہ جشنِ حبیبِ خدا ہو رہا ہے
یہ میلاد خیر الورا ہو رہا ہے

یہ کیوں آج ہوتا ہے گھر گھر چراغاں
جہاں کا سماں کیوں نیا ہو رہا ہے

یہ جشنِ حبیبِ خدا ہو رہا ہے

زمانے پے کیوں آج ہے نور چھایا
یہ کیوں ذکر صلِّ علی ہو رہا ہے

کیوں جبریل جھنڈا لیے آ رہے ہیں
سرے کعبہ یہ آج کیا ہو رہا ہے

ہو بخشش میری ساری امت کی یا رب
زباں سے یہ ان کی ادا ہو رہا ہے

رَبِّ ہَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَم

(3)۔۔۔کیا میلاد منانا قرآن سے ثابت ہے؟

اے عاشقانِ رسول! اس دنیا میں اللہ کے آخری نبی ﷺ کیا آئے ہر طرف بہار ہی بہار آگئی، کافروں کو ایمان کی دولت مل گئی، گمراہوں کو حق کا راستہ مل گیا، عارفوں کو معرفت مل گئی، حق تو یہ ہے کہ انسانیت کو حقِ انسانیت مل گئی۔

لیکن اس کے باوجود بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

سوال: کیامیلاد شریف منانے کا ثبوت قرآنِ مجید میں ہے؟

جواب: لہٰذا اس سوال کا جواب یہ ہے کہ میلاد منانا کئی آیتوں سے ثابت ہے، اگرچہ میلاد کے جائز ہونے کے لیے یہ دلیل بھی کافی ہے کہ اس کا منع ہونا شریعت سے ثابت نہیں ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع نہیں فرمایا وہ کسی کے منع کرنے سے ممنوع نہیں ہو سکتا۔

اے عاشقانِ رسول! آپ کو جان کر خوشی ہوگی کہ قرآنِ کریم میں بات بات پر ذِکرِ مصطفٰے کیا گیا ہے، ایک قول کے مطابق قرآنِ کریم کی کُل آیات 6 ہزار 2 سو 36 ہیں۔

(بصائر ذوی التمییز، باب الاول، بصیرۃ فی مجملات السورۃ، جلد:۱، صفحہ:۵۵۹)

اور ان 6 ہزار 2 سو 36 آیات میں 7 ہزار مرتبہ باقاعِدہ لفظوں میں ذِکرِ مصطفٰے کیا گیا ہے۔ (بصائر ذوی التمییز، باب الثلاثون، بصیرۃ فی ذکر نبینا، جلد:۶، صفحہ:۱۷)

اور قرآنِ پاک کی وہ آیتیں بھی ہیں جن میں آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے، چُنانچہ:

(ا)۔۔۔پہلی دلیل: پارہ 11 سورۂ یونس کی آیت 58 میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پ۱۱، یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

اے عاشقانِ میلاد! اس آیت میں دو چیزوں کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے:

(1)۔۔۔اللہ کا فضل۔ (2)۔۔۔اللہ کی رحمت۔

پس معلوم ہوا کہ فضل و رحمت کے ملنے پر خوشی کرنا چاہیے کیونکہ قرآنِ پاک کا حکم ہے لہٰذا مسلمان حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالی کا فضل و احسان اور اللہ کی رحمت جان کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کر کے خوشی مناتے ہیں جو کہ اللہ پاک کا حکم ہے۔

لیکن یہاں پر یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا فضل و احسان ہیں؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا فضل و احسان ہیں، جس کا اعلان قرآنِ کریم میں اللہ العظیم نے کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۱۶۴) (پ۴، آلِ عمران ۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک

رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں اور یہ رحمت کسی قوم، کسی قبیلے، کسی ملک، کسی مخلوق کے لیے نہیں بلکہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (پ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: "کوئی ہو، جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافر (ہمارے نبی ﷺ سب کے لیے رحمت ہیں)۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لیے بھی اور اس کے لیے بھی جو ایمان نہ لایا، مؤمن کے لیے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت ان پر عذاب نہیں آتا اور خَسْف و مَسْخ اور اِستِیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ (خزائن العرفان، پ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے اپنے فضل ور حمت کے ملنے پر خوشی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اللہ پاک کی رحمت ہیں، تو عاشقانِ میلاد اس حکمِ قرآنی پر عمل کرتے ہوئے حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد کا ذکر کرکے خوشی مناتے اور حکمِ الٰہی پر عمل کرکے برکتیں سمیٹتے ہیں۔

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: پارہ 30، سورۃ الضحیٰ کی آیت نمبر 11 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (پ۳۰، الضحیٰ:۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اس آیت میں ربِّ کائنات نے اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم دیا، اور ہمارے نبی، اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اللہ کی نعمت ہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں کہ اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو کوئی نعمت نعمت نہ ہوتی، اس لیے عاشقانِ میلاد آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کا میلاد منا کر ساری دنیا کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ چرچا کرنا کسے کہتے ہیں۔

سوال: کیا اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نعمت ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اللہ پاک کی نعمت ہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے: "مُحَمَّدٌ نِعْمَةٌ" ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری ج۵، ص۷۶ مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی آمد اللہ

پاک کا بہت بڑا فضل و احسان ہے، سورۂ احزاب میں اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی صفاتِ مبارکہ "شاہد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر" بیان کرکے ارشاد فرماتا ہے:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

معلوم ہوا حضور، جانِ رحمت صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اللہ پاک کی رحمت اور اس کا فضل ہیں اور فضل و رحمت ملنے پر خوشی کرنے کا حکم خود خالقِ کائنات نے دیا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! تبھی تو عاشقِ رسول گنگناتا ہے:

نہ کیوں آج جھومیں کہ سرکار آئے
خدا کی خدائی کے مُختار آئے
نہ کیوں بارہویں پر ہمیں پیار آئے
کہ آئے اِسی روز سرکار آئے
وہ آئے دو عالم کے مختار آئے
لو آج آئے امّت کے غمخوار آئے
مَسرَّت سے ہم کیوں نہ دھومیں مچائیں
ہمارے شَہَنشاہ و سردار آئے
مسلمانو! صبحِ بہاراں مبارَک
وہ برساتے انوار سرکار آئے
ولادت کا صدقہ شہا زندگی بھر
مدینے میں ہر سال عطّارؔ آئے

(4)۔۔۔میلاد کو عیدِ میلاد کیوں کہتے ہیں؟

اے عاشقانِ رسول! نبی ﷺ کا میلاد ایک نعمت ہے، کسی نے امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زید مجدہ و شرفہ و علمہ و عملہ سے پوچھا کہ میلاد منانا کہاں لکھا ہے تو آپ نے بڑا ہی خوبصورت جواب دیا فرمایا: **"میلاد منانا ہر سنی کی تقدیر میں لکھا ہے"**

مزید امیرِ اہلسنت اپنے رسالے "صبحِ بہاراں" میں لکھتے ہیں: **"اَلْحَمْدُلِلّٰہ 12 ربیعُ النُّور مسلمانوں کے لیے عیدوں کی بھی عید ہے یقیناً حُضُورِ انور ﷺ جہاں میں شاہِ بحر وبَر بن کر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَرَاءَت۔"** لیکن!!!

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ عید دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحی یہ تیسری عید کہاں سے آ گئی؟ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ عید کی دو قسمیں ہیں:

(1)۔۔۔عیدِ شرعی۔ (2)۔۔۔عیدِ عرفی۔

عیدِ شرعی دو ہیں: (1)۔۔۔عید الفطر۔ (2)۔۔۔عید الاضحی۔

جبکہ عیدِ عرفی کئی ہو سکتی ہیں کہ جسے لوگ عرفاً عید کہیں وہ عید ہے۔ پس اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کہنا شرعی عید نہیں بلکہ عرفی عید مراد ہے، جس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو "عید" کہنا غلط ہے تو جمعہ کے بارے میں بعض لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حدیث میں اسے عید کہا گیا ہے چنانچہ: حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے ارشاد فرمایا: "يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمُ الْعِيْدِ" ترجمہ: جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔

(جامع ترمذی ج۵، ص۲۵۰، حدیث ۳۰۴۳)

اگر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو "عید" کہنا غلط ہے تو جمعہ کو بھی عید کہنا غلط ہونا چاہیے حالانکہ جمعہ عید کا دن ہے مگر عیدِ شرعی نہیں بلکہ عیدِ عرفی۔

اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ جمعہ کو عید کا دن کیوں کہا گیا ہے؟ تو سنئے اس لیے کہ جمعہ کے دن حضرتِ آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے۔ جیسا کہ ابنِ ماجہ کی حدیث ہے:

حضرتِ سیدنا ابو لُبابہ بن عَبْدُ الْمُنْذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک جمعہ دنوں کا سردار اور اللہ پاک کی بارگاہ میں دیگر ایام سے زیادہ مرتبے والا اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں:

(1)۔۔۔اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا فرمایا۔

(2)۔۔۔اسی دن اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا۔

(3)۔۔۔اسی دن میں اللہ پاک نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو وفات عطا فرمائی۔

(4)۔۔۔اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ پاک سے جو کچھ مانگے گا اللہ پاک اسے عطا فرمائے گا جب تک وہ حرام چیز طلب نہ کرے۔

(5)۔۔۔اسی میں قیامت قائم ہو گی اور کوئی مقرب فرشتہ یا آسمان یا زمین یا ہوا یا پہاڑ یا سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔" (ابن ماجہ ،کتاب الا قامۃالصلاۃ، رقم ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸)

پس جب حضرتِ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن عید کا دن ہو سکتا ہے تو سردارِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی ولادت کا دن عید کا دن کیوں نہیں ہو سکتا۔

حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبد الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "**بیشک سَرورِ عالم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ **کی شبِ ولادت شبِ قَدْر سے بھی افضل ہے کیونکہ شبِ ولادت سرکارِ مدینہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ **کے اس دنیا میں جلوہ گر ہونے کی رات ہے جبکہ** لَیْلَۃُ الْقَدْر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کردہ شب ہے اور جو رات ظُہُورِ ذاتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وجہ سے مُشَرَّف ہو وہ اُس رات سے زِیادہ شَرَف و عزّت والی ہے جو ملائکہ کے نُزُول کی بناء پر مشرَّف ہے۔ (مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃ ص ۱۰۰)

اے عاشقانِ رسول! یقینا حُضُورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جہاں میں شاہِ بحر و بَر بن کر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَرَاءَت۔ بلکہ کون و مکان کی تمام تر رونق و شان اس جانِ جہان، رَحمتِ عالمیان، سیّاحِ لا مکان، محبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں کی دُھول کا صَدقہ ہے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کو بڑے ہی خوبصورت انداز میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جَہان کی جان ہے تو جہان ہے

(5)۔۔۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت میلاد

اے عاشقانِ رسول! کبھی کبھی عید میلاد النبی کی رونقیں اور چہل پہل دیکھ کر، جلسے اور جلوس دیکھ کر، مسلمانوں کے گھروں میں قمقمے اور جھنڈے دیکھ کر بعض لوگوں کے دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کی وِلادتِ باسعادت ہوئی، کیااُس وقت بھی کسی نے مِیلاد کیا تھا؟ جواب لوگ میلاد کر رہے ہیں۔

سوال کا جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اُس وقت بہت سارے لوگ تو غیر مُسْلِم تھے، اللہ پاک کو، نبیوں کو مانتے ہی نہیں تھے، اُن سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے، ہاں! بہت سارے وہ لوگ جو پچھلی آسمانی کتابوں کو مانتے تھے، نبیوں پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے، وہ نبی ﷺ کی وِلادت کی رات کیا کر رہے تھے؟ سنیئے!

آخری نبی کی آمد کا ستارہ

حضرت مالِک بن سِنَان رَضِیَ اللہُ عنہ مدینۂ مُنَوَّرہ میں رہتے تھے، جس رات پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کی وِلادت ہوئی، اس رات مدینۂ پاک میں کیا صُورتِ حال تھی، حضرت مالِک بن سِنَان رَضِیَ اللہُ عنہ نے اُسے بیان کیا ہے۔

حضرت مالِک بن سنان رَضِیَ اللہُ عنہ فرماتے ہیں: مدینے کی ایک رات تھی، میں یونہی گپ شپ کے لیے قبیلہ بنو عَبْدُ الْاَشْہَل میں اپنے دوستوں کے پاس گیا، وہاں یُوشَع نامی ایک یہودی تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ اُس نے لوگوں کو جمع کیا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے: احمد

نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم) کی آمد کا وقت قریب ہے، وہ مکّے میں تشریف لائیں گے۔ پھر اُس کے بعد یُوشَع نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کا حُلیہ مُبارَک اور تفصیل کے ساتھ اَوْصاف بیان کیے۔ حضرت مالِک بن سِنان رَضِیَ اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں اُس کی باتیں سُنتا رہا، بڑی عجیب باتیں تھیں۔ پھر میں یہاں سے اُٹھا، اپنے قبیلے میں آ گیا، یہاں بھی دیکھا کہ ایک شخص ہے، اُس نے لوگوں کو اکٹھا کیا ہوا ہے، وہ بھی یہی کہہ رہا تھا: احمد نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم) کی آمد کا وقت قریب ہے اور اُس نے بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کی باتیں بتائیں۔

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہاں سے اُٹھا اور بنو قریظہ میں چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں وہاں بھی لوگ جمع ہیں، نبیٔ دوجہاں، مکی مَدَنی سلطان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کی آمد کے تذکرے ہو رہے ہیں۔ اِسی دوران اُن میں سے ایک شخص بولا:

قَدْ طَلَعَ الْکَوْکَبُ الْاَحْمَرُ الَّذِیْ لَمْ یَطْلُعْ اِلَّا بِخُرُوْجِ نَبِیٍّ وَّظُھُوْرِہٖ، وَلَمْ یَبْقَ اَحَدٌ اِلَّا اَحْمَدُ، وَھٰذِہٖ مُھَاجَرُہٗ۔

ترجمہ: وہ سُرخ ستارہ جو صِرْف و صرف کسی نبی کی وِلادت کے وقت ہی نکلتا ہے، وہ نکل چکا اور اب نبیوں میں صرف احمد نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم) ہی باقی ہیں، وہ تشریف لائیں گے اور یہ شہر (یعنی مدینۂ پاک) اُن کی ہجرت کا مقام ہے۔

(دلائل النبوۃ للاصبہانی، الفصل الخامس ذکرہ فی الکتب المتقدمۃ... الخ، صفحہ: ۴۰، رقم: ۴۰ ملخصًا)

پر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ وِلادت
پردہ اُٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ وِلادت

دِل جگمگا رہے ہیں، قسمت چمک اُٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ وِلادت
پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبا صبحِ شبِ وِلادت

اے عاشقانِ رسول! آپ نے سنا کہ اس دور میں بھی ان یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ احمد نبی ﷺ جو تشریف لانے والے ہیں وہ تمام نبیوں میں آخری نبی ہیں لہذا آیئے! اپنے نبی ﷺ کی آمد پر کچھ نعرے لگاتے ہیں:

مُحَمَّدِ مصطفٰے!۔۔۔سب سے آخری نبی!
احمدِ مجتبیٰ! ۔۔۔سب سے آخری نبی!
آمنہ کالاڈلا!۔۔۔سب سے آخری نبی!
شاہِ ہر دوسرا!۔۔۔سب سے آخری نبی!
تاجدارِ انبیا!۔۔۔سب سے آخری نبی!
ہیں حبیبِ کبریا!۔۔۔سب سے آخری نبی!

آخری نبی کی آمد کاستارہ

اے عاشقانِ رسول! اسی طرح کا ایک اور واقعہ سنیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے چنانچہ: حضرت حَسّان بن ثَابِت رَضِیَ اللهُ عنه مشہور نعت خواں صحابیٔ رسول ہیں، آپ بھی مدینہ پاک ہی کے رہنے والے تھے، آپ فرماتے ہیں: میں 7 سال کا تھا، ایک مرتبہ رات کا پچھلا پہر تھا، اَچانک مدینے کی گلیوں میں ایک زور دار آواز گونج اُٹھی، لوگ اُس آواز کی طرف دوڑ پڑے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک یہودی ہے، پہاڑ پر کھڑا ہے، ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے ہوئے ہے، لوگ اُس کی زور دار آواز سُن کر اس کے گرد جمع ہو گئے، اب اُس نے بھرے مجمع میں ایک اِعْلان کیا، بولا:

هٰذَا كَوْكَبُ اَحْمَدَ قَدْ طَلَعَ، هٰذَا كَوْكَبٌ لَا يَطْلُعُ اِلَّا بِالنُّبُوَّةِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اَحْمَدُ

ترجمہ: یہ احمد نبی(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)کا ستارہ ہے۔ یہ ستارہ صِرف نبی کی وِلادت کے وقت ہی نکلتا ہے، دُنیا میں جتنے نبی تشریف لانے تھے، اُن میں سے صِرف احمد نبی(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم)ہی ہیں جن کی ابھی وِلادت نہیں ہوئی(یہ ستارہ نشانی ہے کہ آج اُن کی وِلادت کی رات ہے)۔ (دلائل النبوۃ للاصبہانی، الفصل الخامس ذکرہ فی الکتب المتقدمۃ...الخ، صفحہ:۳۸، رقم:۳۵ملخصًا)

شادِی رچی ہوئی ہے، بجتے ہیں شادیانے
دولہا بنا وہ دولہا صبحِ شبِ وِلادت
عرشِ عظیم جھومے، کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ وِلادت
ہوشیار ہوں بھکاری، نزدیک ہے سُواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا، صبحِ شبِ ولادت

اے عاشقانِ رسول! جس رات پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم تشریف لائے، ایسا نہیں ہے کہ اُس رات انسانوں میں آپ کی آمد کا چرچا نہیں تھا، ویسے تو الحمد للہ! پُوری کائنات میں خُوشیاں ہی خوشیاں تھیں، ستارے جھک رہے تھے، کعبہ جھوم رہا تھا، فرشتے مبارک بادیاں لے کر حاضِر ہو رہے تھے، عرش و فرش پر دُھوم ہی دُھوم تھی، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اسی کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش میں طرفہ دُھوم دھام
کان جدھر لگایئے! تیری ہی داستان ہے

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت کی رات مدینۂ منورہ میں یہ جلسے کیوں ہو رہے تھے؟ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ رات ولادتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رات ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مدینہ شریف رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے ہی بسایا گیا تھا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انتظار ایک ہزار سال سے ہو رہا تھا چنانچہ اس بارے میں خاتم المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "جذب القلوب" اور تاریخ کی کتاب "تاریخِ دمشق" میں لکھا ہے کہ

1,000 سال پرانا خط

کافی پرانی بات ہے، ملکِ یَمَن پر اَسْعَد تُبّان حِمْیَری نامی بادشاہ کی حکومت تھی، چونکہ یَمَن کی زَبان میں بادشاہ کو تُبَّع کہا جاتا تھا اِس لیے تاریخ میں یہ بادشاہ تُبَّعُ الْاَوَّل (یعنی پہلا بادشاہ) اور تُبَّع حِمْیَری کے نام سے مشہور ہوا۔

ایک مرتبہ تُبَّع اپنے وزیر کے ساتھ سیر پر نکلا، تقریباً ایک لاکھ 13 ہزار پیدل چلنے والے اور ایک لاکھ 30 ہزار گھڑ سوار بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جس جس شہر میں یہ قافلہ پہنچتا لوگ ہیبت اور تعجّب کے مارے بہت عزّت واِحترام سے پیش آتے تھے۔ اِس سفر کے دوران تُبَّع ہر شہر سے 10 عُلَما منتخب کر کے اپنے قافلے میں شامل کر رہا تھا، یوں کئی شہروں کی سیر کے بعد تقریباً 4 ہزار عُلَما تُبَّع کے قافِلے میں جمع ہو گئے۔

جب یہ قافلہ شہر مکّہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اِن کی ذرا بھی آؤ بھگت نہ کی، یہ دیکھ کر تُبَّع کو بہت غصّہ آیا، اُس نے وزیر کو بلا کر اِس کی وجہ پوچھی تو وہ بولا: بادشاہ

سلامت! یہاں کے لوگ بہت عجیب و غریب ہیں، اِس شہر میں ایک عمارت ہے جس کا نام **کعبہ** ہے، یہ لوگ اس عمارت میں شیطان اور بتوں کو پوجتے ہیں۔ یہ سب سن کر تُبَّع نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ وہ مکّہ کے آدمیوں کو قتل کرکے عورتوں اور بچّوں کو قیدی بنالے گا اور ساتھ ہی کعبہ کو بھی گرادے گا اور پھر کعبہ کا نام خِرْبَہ (یعنی ویران جگہ) ہو جائے گا۔

خُدا کا کرنا یہ ہوا کہ یہ خیال آتے ہی تُبَّع کے سَر میں شدید درد شُروع ہو گیا جبکہ اُس کی آنکھ، کان، ناک اور منہ سے بدبودار پانی بہنے لگا، جس کی وجہ سے اِتنی سَڑاند پیدا ہوگئی کہ تُبَّع کے پاس ایک لمحہ ٹھہرنا کسی عذاب سے کم نہ تھا۔ وزیر نے طبیبوں (Doctors) سے مشورہ کیا مگر کوئی بھی تُبَّع کا عِلاج دریافت نہ کر سکا، طبیبوں کا کہنا تھا کہ یہ کوئی آسمانی معاملہ لگتا ہے جس کو ٹالنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

بیماری نے تُبَّع کی نیند اُڑا کر رکھ دی تھی کہ اچانک رات کے ایک پَہَر ایک عالِم صاحب وزیر کے پاس آئے اور رازداری سے فرمانے لگے: اگر بادشاہ میرے سوال کا سچ سچ جواب دینے کو تیار ہو جائے تو میں اُس کا عِلاج کر سکتا ہوں۔ وزیر نے یہ بات تُبَّع کو بتائی تو وہ فوراً راضی ہو گیا۔ چنانچِہ جب عالِم صاحب تُبَّع کے پاس پہنچ گئے جہاں اُن دونوں کے علاوہ کوئی نہ تھا تو اُنہوں نے پوچھا: بادشاہ! سچ سچ بتاؤ! کعبہ کے متعلّق تمہارے میں دل میں کیا بات ہے؟ تُبَّع جو بیماری کی وجہ سے مکمّل نڈھال تھا فوراً اپنے بُرے ارادے عالِم صاحب کو بیان کرنے لگا جسے سن کر وہ بولے: تمہاری بیماری کی وجہ یہی بری نیّت ہے، یہ بات یاد رکھو کہ

کعبہ کا مالِک چھپی باتوں کو بھی جان لیتا ہے، اِس لیے اپنے دل سے بُرے خیالات نکال دو، اِسی میں تمہارا بھلا ہے۔ تُبَّع مرتا کیا نہ کرتا، فوراً بُرے ارادوں سے تائب ہو گیا اور ابھی عالِم صاحب گئے بھی نہ تھے کہ وہ بِالکل ٹھیک ہو گیا، عالِم صاحب کی بات اپنی آنکھوں سے دُرُست ہوتی دیکھ کر تُبَّع ربِّ پاک پر ایمان لے آیا اور دینِ اِبراہیمی پر قائم ہو گیا، پھر اُس نے کعبہ کی تعظیم کے لیے 7 غلاف بھی تیّار کروائے، اِس سے پہلے کبھی کسی نے کعبہ پر غلاف نہیں چڑھایا تھا۔ اِس کے بعد تُبَّع شہر مکّہ کے رہنے والوں کو کعبہ کی حفاظت کا حکم دے کر مدینے شریف کی طرف چل پڑا۔

مدینے شریف میں اُن دنوں آبادی نہ تھی، پانی کے ایک چشمے کے علاوہ یہاں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ تُبَّع کے قافلے نے وہاں پہنچ کر اِسی چشمے کے پاس پڑاؤ ڈالا، یہاں قیام کے دوران تقریباً 4 ہزار عُلَما کا آپس میں ایک مشورہ ہوا جس کے بعد اُن میں سے 400 عُلَمَا نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ جب تک زندہ ہیں کسی قیمت پر اس جگہ (یعنی مدینہ طیبہ کی سرزمین کو) چھوڑ کر نہیں جائیں گے چاہے تُبَّع اُنہیں جلا ڈالے یا مار ڈالے۔ تُبَّع کو یہ بات پتا چلی تو وہ بہت حیران و پریشان ہوا، اُس نے وجہ معلوم کرنے کے لیے وزیر کو بھیجا تو عُلَما نے فرمایا:

”ایک نبی علیہ السَّلام تشریف لائیں گے جن کا نام مُحَمَّد ہو گا، اُن کی وجہ سے کعبہ اور مدینۂ طیبہ کو عزّت نصیب ہو گی، وہ حق کے اِمام ہوں گے، ذُو الفِقار نامی اُن کی تلوار ہو گی، اُونٹنی پر سُواری فرمائیں گے، مِنبر پر کھڑے ہو کر لاٹھی ہاتھ میں لیے خطبہ اِرشاد

فرمائیں گے، قرآن عطا کر کے اُن کی شان کو اور بڑھایا جائے گا اور جب قِیامت کا دن ہو گا تو اُن کے سَر پر حَمْد کا تاج اور ہاتھ میں حَمْد کا جھنڈا ہو گا۔ وہ لوگوں کو ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کی دعوت دیں گے، وِلادت شریف شہرِ مکّہ میں ہو گی اور ہجرت سے مدینۂ منوّرہ کو نوازیں گے۔ وہ شخص یقیناً سعادت مند ہو گا جو اُن کے زمانے میں ہو گا اور اُن پر ایمان لائے گا۔ اِسی لیے ہم اِس اُمّید پر یہاں مرتے دم تک رہنا چاہتے ہیں کہ یا تو ہمیں محمد مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربارِ گوہر بار کی حاضِری نصیب ہو جائے یا ہماری اولاد اِس سعادت سے بہرہ مند ہو جائے۔''

وزیر کی زَبانی ماجرا معلوم ہونے کے بعد تُبَّع نے سوچا: کیوں نہ میں بھی اِن 400 عُلَما کے ساتھ ایک سال تک یہیں ٹھہر جاؤں، ہو سکتا ہے اس عرصے میں محمد مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار نصیب ہو جائے۔ اِس خیال سے تُبَّع نے بھی وہیں قیام کر لیا اور 400 عُلَما کے رہنے کے لیے 400 گھر بنوائے، اُن کی شادیاں کروائیں اور خوب مال و دولت بھی دیا۔

ایک سال اِنتِظار کے بعد جب تُبَّع کا وہاں سے جانے کا اِرادہ ہوا تو اُس نے بارگاہِ رِسالت میں پیش کرنے کے لیے ایک **خط** لکھا جس کا عُنوان اور مضمون کچھ یوں تھا:

تُبَّعُ الاوّل حِمْیَر بن وَرْدَع کی طرف سے دو جہاں کے رب کے رسول، اور سب سے آخِری نبی محمد بن عبدُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی طرف۔ (یہ خط اللہ کی امانت ہے، جس کو ملے وہ اس کے مالک تک پہنچائے)۔

"یا محمد! میں آپ پر اور قرآنِ مجید پر ایمان لاتا ہوں، آپ کے دین اور سنّت کو اپناتا ہوں، آپ کے اور ہر چیز کے ربّ پر ایمان لاتا ہوں اور جو شریعت آپ لائیں گے اُسے بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر میں آپ کی صحبت کا شَرف پانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ مجھ پر ربّ کا اِنعام ہو گا اور اگر یہ سعادت مجھے نہ مل سکی تو آپ قِیامت کے دن مجھے بھولئے گا نہیں، ربّ کی بار گاہ میں میری شفاعت کیجئے گا، میں آپ کا فرمانبردار اُمّتی ہوں اور تشریف آوری سے قبل ہی آپ کی پیروی کرنے والا ہوں، میں آپ اور آپ کے والِد اِبراہیم علیہ السَّلام کے دین پر ہوں۔"

یہ خط لکھنے کے بعد تُبَّع نے اِس پر اپنی سنہری مُہر لگائی جس پر یہ عبارت نقش تھی: "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ۔وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ" (یعنی پہلے اور بعد حکم اللہ ہی کا ہے، اور اس دن ایمان والے اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے)۔

پھر جن عالِم صاحب نے تُبَّع کی اصلاح کی تھی تُبَّع نے یہ خط اُنہی کے سپرد کر دیا اور وصیّت کی کہ اگر آپ کی محمد مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملاقات ہو تو یہ خط ان تک پہنچائیں اور اگر ملاقات نہ ہو تو آپ کی اولاد یا اولاد کی اولاد اِس خط کو بحفاظت بار گاہِ رِسالت میں پہنچائیں۔ اس کے بعد تُبَّع مدینۂ منورہ سے ہِنْد کے شہر غَلْسان چلا گیا اور وہاں اُس کا اِنتِقال ہو گیا۔

تُبَّع کے اِنتِقال سے تقریباً 1000 سال بعد مَکّی مَدَنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادتِ باسعادت ہوئی، 53 سال مکّہ مکرّمہ کو نوازنے کے بعد پیارے آقا صلَّی اللہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **مدینۂ منوَّرہ** کی طرف ہجرت کرنے کا اِرادہ فرمایا۔ اِس ہجرت میں مسلمانوں کی مدد کرنے والے مدینے شریف کے مسلمانوں کو **"اَنْصار"** کہا جاتا ہے، یہ اَنصار اُنہی 400 عُلَما کی اولاد سے تھے اور 1000 سال سے نسل دَر نسل خط کی حفاظت کرتے آرہے تھے۔ جب اَنصار کو حضورِ اَنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدینہ شریف تشریف آوری کا اِرادہ معلوم ہوا تو اُن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اُنہوں نے بار گاہِ رِسالت میں تُبَّع کا خط پہنچانے کے لیے آپس میں مُشاوَرت کی، اِس مجلسِ مشاورت میں صَحابیِ رسول حضرتِ سیّدنا عبدُ الرَّحمٰن بن عَوْف رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے جو مکّہ سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے تھے، اُنہوں نے مشورہ دیا کہ کسی بااِعتماد آدمی کو یہ خط دیا جائے جو بحفاظت اِسے بار گاہِ رِسالت میں پہنچا سکے، چنانچہ وہ خط ابو لیلیٰ انصاری کے سپُرد کر دیا گیا جو بعد میں ایمان لے آئے تھے۔

اس کے بعد ابو لیلیٰ انصاری خط لے کر مکّہ جانے والے راستے پر نکل پڑے، سفر کے دوران جب قبیلۂ بنو سُلَیم پہنچے تو وہاں پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جلوہ گر تھے، ابو لیلیٰ اَنصاری آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نہیں پہچانتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جیسے ہی ابو لیلیٰ انصاری کو دیکھا تو پکارا: اَنْتَ اَبُوْلَیْلٰی؟ یعنی تم ابو لیلیٰ ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ یہ سن کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَمَعَكَ كِتَابُ تُبَّعِ الْاَوَّل تمہارے پاس ہی تُبَّعُ الاوّل کا خط ہے۔ اِتنا سننا تھا کہ ابو لیلیٰ انصاری حیران رہ گئے اور انہیں تعجّب ہوا کہ یہ کون شخصیت ہیں جو میرا نام

بھی جانتے ہیں اور میرے یہاں آنے کے مقصد سے بھی واقف ہیں! اس لیے عرض کی: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں ہی محمد ہوں، خط لاؤ! یہ سُن کر ابو لیلیٰ انصاری نے اپنا تھیلا کھولا اور تُبَّع بادشاہ کا تقریباً ایک ہزار سال پرانا مُہر لگا ہوا خط بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیّدُنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خط پڑھ کر سنانے کا حکم دیا، جب خط سنا دیا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تین بار فرمایا: ”مَرۡحَبًا بِالۡاَخِ الصَّالِح“ یعنی نیک بھائی کو خوش آمدید! نیک بھائی کو خوش آمدید! نیک بھائی کو خوش آمدید! اِس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ابو لیلیٰ اَنصاری کو مدینے شریف کی طرف لوٹ جانے کا حکم دے دیا۔

ابو لیلیٰ انصاری جب مدینۂ منوَّرہ پہنچے تو اُنہوں نے بارگاہِ رِسالت میں خط پہنچانے کی رُوداد سنائی جسے سُن کر لوگوں نے اپنی اِستِطاعت کے مطابق ابو لیلیٰ انصاری کو اِنعام و اِکرام سے نوازا۔ اِس کے بعد جب مَدَنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ”طَلَعَ الۡبَدۡرُ عَلَیۡنَا“ کی صداؤں میں مدینہ کی سرزمین پر قدم رکھ کر اُسے ہمیشہ کے لیے ”مدینۂ طیّبہ“ بنایا تو ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن کے ہاں قیام فرمائیں مگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری اُونٹنی کو چھوڑ دو! جہاں خدا کا حکم ہو گا یہ وہاں رُک جائے گی۔ چنانچہ اونٹنی چلتے چلتے صَحابیِ رسول حضرتِ سیّدُنا ابو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر کے آگے رُک گئی، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اُنہی عالِم صاحب کی اَولاد

میں سے تھے جنہوں نے تُبَّع کی اِصلاح کی تھی اور آپ کا مکان وہی مکان تھا جو تُبَّع نے خاص پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لیے بنوایا تھا۔

(ماخوذ از تاریخ دمشق، ج۱۱، ص۳تا۱۴)(تاریخ مدینہ جذب القلوب اردو، ص۷۴، ۷۳، ۷۲)

کر کے ہجرت یہاں آ گئے مصطفٰے
روشنی آج گھر گھر مدینے میں ہے

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے کہ مدینۂ منورہ میں ایک ہزار سال سے اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ کا انتظار ہو رہا تھا اور وہ لوگ اپنے بچوں کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ پہچانتے تھے چنانچہ: قرآنِ پاک میں اللہ پاک کا ارشاد موجود ہے:

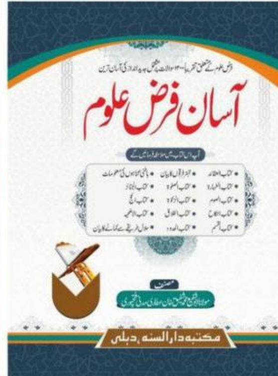
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْؕ-وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ (۱۴۶) (پ۲، البقرۃ، ۱۴۶)

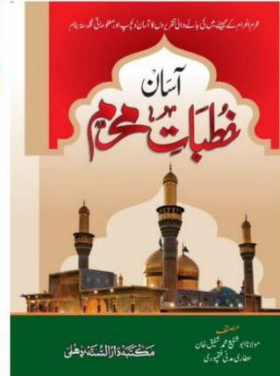
ترجمۂ کنزالایمان: جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بیشک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔

تفسیرِ خازن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ گزشتہ آسمانی کتابوں میں نبی آخر الزماں، حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کیے گئے ہیں جن سے علماء اہل کتاب کو حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس منصبِ عالی کو کامل یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔ یہودی علماء میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے دریافت کیا کہ اس آیت میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، میں نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیکھا تو بغیر کسی شک وشبہ کے فوراً پہچان لیا اور میرا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پہچاننا اپنے بیٹوں کو پہچاننے سے زیادہ کامل و مکمل تھا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا، وہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف تو ہماری کتاب توریت میں اللہ تعالٰی نے بیان فرمائے ہیں جبکہ بیٹے کو بیٹا سمجھنا تو صرف عورتوں کے کہنے سے ہے۔ (یعنی حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پہچان تو اللہ تعالٰی نے کرائی لہٰذا وہ تو قطعی و یقینی ہے جبکہ اولاد کی پہچان تو عورتوں کے کہنے سے ہوتی ہے۔) حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ سن کر ان کا سر چوم لیا۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۴۶، ۱/ ۱۰۰)







(6)۔۔۔کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میلاد منایا؟

اے عاشقانِ رسول! نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیدائش کے وقت کائنات کا ذرہ ذرہ خوشی منا رہا تھا، ہر طرف جشن ہو رہا تھا یوں کہہ لیجیے محفلِ میلاد سجی ہوئی تھی، لیکن کیا آپ کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ:

سوال: کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اپنا میلاد منایا ہے؟

جواب: تو اس کا جواب ہے: جی ہاں! خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ولادت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوشی بھی منائی جیسا کہ:

(1)۔۔۔ امام مسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سیدنا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیر شریف کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ یعنی اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ۔۔۔الخ، ص۹۱، حدیث:۱۶۲)

(2)۔۔۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "تَذَاکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِیْلَادُھُمَا عِنْدِیْ" ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے میلاد کا ذکر کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج۱، ص۵۸)

اے عاشقانِ رسول! میلاد والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود اپنا میلاد روزہ رکھ کر منائیں اور ہر ہفتے منائیں تو پھر ان کا عاشق کیوں نہ میلاد منائے۔

جب تلک یہ چاند تارے جھلملاتے جائیں گے
تب تلک جشنِ وِلادت ہم مَناتے جائیں گے

(7)۔۔۔کیا صحابۂ کرام نے میلاد منایا؟

اے عاشقانِ رسول! نبی ﷺ کا میلاد منانا بڑے نصیب والوں کے حصے میں آتا ہے۔
اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ:

سوال: کیا میلاد منانے کا ثبوت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ملتا ہے؟

جواب: تو اس کا جواب ہے: جی ہاں! میلاد منانے کا ثبوت صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے بھی ملتا ہے چنانچہ:

حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ يَعْنِيْ مِنْ اَصْحَابِہٖ ''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک محفل میں تشریف لائیں۔اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: ''مَا اَجْلَسَكُمْ ''یعنی کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی: ''جَلَسْنَا نَدْعُوْ اللهَ وَ نَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِدِيْنِهٖ، وَ مَنَّ عَلَيْنَا بِكَ'' ترجمہ: ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں (یعنی اس محفل کو سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالی نے دینِ اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا ہے اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا: ''آللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ؟'' ترجمہ: اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی: ''آللّٰهُ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ'' ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں یعنی دینِ اسلام کی دولت اور آپ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی آمد کی نعمتِ عظمی پر اللہ تعالی کا

شکر ادا کرنے کے لیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا: ”اَمَا اِنِّی لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَکُمْ وَ اِنَّمَا اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللهَ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ“ ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے، بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالی فرشتوں پر فخر فرمارہا ہے۔(سنن نسائی ج۸، ص۲۴۹، مطبوعہ اسلامیہ حلب)

اے عاشقانِ رسول! آپ نے شروع میں پڑھا کہ میلاد، مصطفیٰ کریم ﷺ کے ذکر کرنے کا نام ہے اور ہر صحابی، مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتا تھا۔ ہم تو سال میں ایک مرتبہ یا مہینے میں ایک مرتبہ میلاد مناتے ہیں لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کرتے رہتے تھے۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کہ درسِ حدیث کی غرض و غایت اور موضوع ہی ذکرِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے اور نبی ﷺ کی حدیثیں کون بیان کرتا ہے؟ صحابۂ کرام بیان کرتے ہیں اور ایک قول کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد ہے۔(تدریب الراوی، فی شرح تقریب النووی، جز۲، ص۶۷۵)

پس اگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کا ذکر نہ کرتے تو آج ہمارے پاس ایک بھی حدیث نہ ہوتی، لیکن آج ہمارے پاس حدیثوں کی ہزاروں کتابیں ہیں اور ان میں لاکھوں لاکھ حدیثوں کا پایا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دم بدم ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کیا کرتے تھے، کیونکہ حدیث شروع ہی ہوتی ہے ”قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ“ سے۔

اے عاشقانِ رسول! سچ بات تو یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کس انداز اور کس کیفیت سے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر گئے ہم کیا کر پائیں گے۔ جیسا کہ

حضرت اسحٰق تُجیبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ذیقعدہ ۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری وصال شریف کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم خشوع وانکسار ظاہر کیا کرتے۔ ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فراق اور اشتیاق زیارت میں رویا کرتے۔ یہی حال بہت سے تابعین کا تھا۔

(الشفاء القسم الثانی۔۔۔الخ، الباب الثانی فی لزوم محبتہ، فصل: فی علامۃ محبتہ، ج۲، ص۲۶۔علمیہ)

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفٰے سے دل کو بہلایا نہیں کرتے



(8)۔۔۔بزرگانِ دین میلاد کیسے مناتے تھے؟

اے عاشقانِ رسول! سرورِ کائنات، حضور سیّدُالمرسلین، خاتمُ النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت اور وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ حدیثِ قُدسی ہے: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا یعنی **اے محبوب!** اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔

(مواھب لدنیہ، ۱/۴۴)

صدیوں سے اہلِ ایمان آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد اپنے اپنے دور کے اعتبار سے مناتے چلے آرہے ہیں۔ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کا تذکرہ تخلیقِ زمین و آسمان سے لے کر ولادتِ سرورِ کائنات تک ہوتا رہا اور تب سے آج کے دن تک عُشّاق ان کی آمد کے گُن گارہے ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی آمد کا دن روزہ رکھ کر منایا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی تو باہم آمدِ سرکار اور اس کے سبب ہونے والے کرمِ خداوندی کا ذکر کرکے میلاد منایا تو کبھی ایران و شام کے محلات میں اسلام کا پرچم لہرا کر آمدِ سرکار ﷺ کا اعلان کیا ہے۔ محدثینِ عظام نے اپنی کُتب میں ذکرِ میلاد و فضائلِ سرورِ کائنات ﷺ کے ابواب باندھ کر میلاد منایا اور عُشّاق شعرا نے قصائد لکھ کر میلاد منایا، الغرض ہر کسی نے اپنی اپنی کیفیت و انداز اور سہولت و حالات کے مطابق آمدِ مصطفےٰ کا ذکر کیا ہے، میلاد منانا کوئی آج کی ایجاد کی ہوئی چیز نہیں ہے۔ آیئے میں آپ کے سامنے پچھلے 700 برس تک کے چند بزرگانِ دین کا میلاد منانے کا انداز ذکر کروں چنانچہ:

صاحبِ اِربل ابو سعید مظفرُ الدین

700 سال پہلے وفات پانے والے اِمام شمسُ الدّین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:۷۴۸ھ) کا شمار عالمِ اسلام کے عظیم محدثین و مؤرّخین میں ہوتا ہے۔ اَسماءُ الرّجال کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب "**سِیَرُ اَعْلامُ النُّبَلاء**" میں کثیر راویوں کے حالاتِ زندگی بیان کئے ہیں۔ امام ذہبی نے اس کتاب میں سلطان صلاحُ الدّین ایوبی کے بہنوئی اور اِربل کے بادشاہ سلطان مظفرُ الدین ابو سعید (وفات:۶۳۰ھ) کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے اور ان کی بہت تعریف کی ہے اور ان کے جشنِ میلاد منانے کے بارے میں لکھتے ہیں: "ملک المظفر کے محفلِ میلاد منانے کا تذکرہ بیان سے باہر ہے، لوگ جزیرۂ عرب اور عراق سے اس محفل میں شریک ہونے کے لیے آتے۔ کثیر تعداد میں اونٹ اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور انواع و اقسام کے کھانے پکائے جاتے۔ وہ صوفیا کے لیے کثیر تعداد میں خلعتیں تیار کرواتا اور واعظین وسیع و عریض میدان میں بیانات کرتے اور بادشاہ کثیر مال خرچ کرتا۔ اِبنِ دِحیہ کَلْبی نے بادشاہ کے لیے میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے موضوع پر ایک کتاب لکھی تو بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔ وہ منکسرُ المزاج اور راسخ العقیدہ سنی تھا، فقہا اور محدثین سے محبت کرتا تھا۔

سبط ابن الجوزی کہتے ہیں: مظفر الدین ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار، خانقاہوں پر دو لاکھ دینار جبکہ مہمان خانوں پر ایک لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس محفل میں شریک ہونے والے ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں نے خود شمار کیا کہ میلاد کی محفل میں اس کے دستر خوان پر

پانچ ہزار بھنی ہوئی بکریوں کے سر، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ دودھ سے بھرے مٹی کے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال تھے۔" (سیر اعلام النبلاء، ۱۶/ ۲۷۴)

شاہِ اِربل کے بارے میں عظیم متکلم وشارح علّامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:

بادشاہ مظفر شاہ اِربل اس معاملے میں بہت زیادہ توجہ دینے والا اور حد سے زیادہ اہتمام کرنے والا تھا۔ علّامہ ابوشامہ (جو امام نووی کے شیوخ میں سے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب **اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ الْبِدَعِ وَالْحَوَادِث** میں اس اہتمام پر اس (بادشاہ) کی تعریف کی اور فرماتے ہیں: اس طرح کے اچھے اُمور اسے پسند تھے اور وہ ایسے افعال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتا تھا۔ (المورد الروی فی مولد النبی، ص ۳۱)

شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم السَّبتی المالکی

امام جلالُ الدّین سُیوطی شافعی نے **اَلْحَاوِی لِلْفَتَاوٰی** میں 700 سال پہلے وصال فرمانے والے شیخ امام کمالُ الدّین الادفوی (وفات:۷۴۸ھ) کا قول نقل کیا ہے کہ "ہمارے ایک دوست ناصرُ الدّین محمود بن عمّاد نے ہمیں بتایا کہ ابوطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے دن مدرسے میں چھٹی کر دیتے اور مدرسے کے استاذ فقیہ عثمان سے فرماتے: اے فقیہ! آج خوشی و مسرّت کا دن ہے، بچّوں کو رخصت دے دو۔ پس ہمیں رخصت دے دی جاتی۔ ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد منانا اچھا ہونے کا ثبوت ہے۔ (الطالع السعید، ص ۴۷۸، الحاوی للفتاوٰی، ۲/ ۲۳۰)

اہلِ مکہ کا یومِ ولادت پر انداز

450 سال پہلے وصال فرمانے والے بزرگ امام محمد بن جارُ اللہ ابنِ ظہیر رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:۹۸۶ھ) اپنی کتاب " **اَلْجَامِعُ اللَّطِیف** " میں لکھتے ہیں: مکّہ شریف میں بارہ ربیعُ الاوّل کی رات کو اہلِ مکّہ کا یہ معمول ہے کہ قاضیِ مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جَمِّ غَفِیر کے ساتھ مَوْلِد شریف (ولادت گاہ) کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں دیگر تینوں مذاہبِ فقہ کے قاضی، اکثر فقہا، فضلا اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔(الجامع اللطیف، ص۲۸۵ ملخصاً)

اہلِ مکہ کے میلاد شریف منانے کے بارے میں 400 سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث حضرت علّامہ علی بن محمد سلطان المعروف مُلّا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ امام سخاوی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات: ۹۰۲ھ) نے ارشاد فرمایا: اہلِ مکّہ خیر و برکت کی کان ہیں۔ وہ سوقُ اللیل میں واقع اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جائے ولادت ہے تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے۔ یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیرِ حجاز بھی خوشی خوشی شرکت کرتے ہیں۔ اور مکہ کے قاضی اور عالم البرہانی الشافعی نے بے شمار زائرین، خدّام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ (امیرِ حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لیے وسیع و عریض دستر خوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور

مصیبت ٹل جائے۔ اور اس کے بیٹے جمالی نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔(المورد الروی فی مولد النبوی، ص ۳۰)

اہلِ مدینہ کا یومِ ولادت پر انداز

حضرت علّامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے اہلِ مکہ کی طرح اہلِ مدینہ کے میلاد منانے کا بھی ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: اللہ کریم اہلِ مدینہ کی کثرت فرمائے وہ بھی اسی طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجالاتے ہیں۔(المورد الروی فی مولد النبوی، ص ۳۱)

مزید حضرت علّامہ ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن ابن جُماعہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: جب وہ مدینۂ منوّرہ میں تھے، یومِ میلاد النبی پر کھانا تیار کیا کرتے اور لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے اگر میں وسعت پاؤں تو پورا مہینا ہر روز یونہی میلاد مناؤں۔

(المورد الروی فی مولد النبوی، ص ۳۴)

امام تقی الدین سبکی

700سال پہلے وصال فرمانے والے اِمام تقی الدّین ابوالحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:۷۵۶ھ) کا ذکرِ سرورِ کائنات ﷺ کے وقت اظہارِ محبت و عشق بھی نرالا تھا، سیرتِ حلبیہ میں ہے: اِمام تقی الدین سبکی کے ہاں اُن کے کثیر ہم عصر علما جمع ہوتے تھے، اور پڑھنے والا مدحِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں الصرصری کے درج ذیل اشعار پڑھتا:

قَلِيْل لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَب

عَلٰى وَرِقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنَ مَنْ كَتَب

یعنی حضور نبیِّ اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی مدح میں چاندی کے وَرق پر سونے کے پانی سے اچھے خوش نویس کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت انداز میں لکھنا بھی کم ہے۔

وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِه
قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرَّكَب

یعنی اور یہ بھی کم ہے کہ دینی شرف و عظمت والے آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ذکرِ جمیل کے وقت صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں۔

جب یہ اشعار پڑھے گئے امام تاج الدین سبکی اور تمام حاضرینِ محفل کھڑے ہو گئے، اس وقت بہت سرور حاصل ہوتا۔(سیرتِ حلبیہ، ۱/۱۲۳)

محدثِ عظیم ملا علی قاری

400سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث و متکلم مُلّا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:۱۰۱۴ھ) میلادُ النبی کے موقع پر ضیافتوں اور صدقہ و خیرات کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے بارے میں اور میلادُ النبی ﷺ کے عنوان پر اپنی تالیف "**اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی**" کے بارے میں لکھتے ہیں:"جب میں ظاہری دعوت و ضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ یہ معنوی ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی ﷺ" رکھا ہے۔(المورد الروی فی مولد النبوی، ص۳۴)

یعنی جب محفلِ میلاد میں لوگوں کی دعوت کرنے سے عاجز آ گئے تو میلاد کے

موضوع پر کتاب لکھ کر میلاد منایا۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین۔

بڑے بڑے شہروں میں محفلِ میلاد

آج سے چار سو سال پہلے کا حال ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات ۱۰۱۴ھ) اور علامہ برہانُ الدین حلبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات ۱۰۴۴ھ) بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مسلمان تمام مقامات اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔ (رسائل میلادِ مصطفٰے، ص۲۶)

مشرق و مغرب میں محفلِ میلاد

آج سے آٹھ سو سال پہلے کا حال بیان کرتے ہوئے امام ابنِ جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات ۵۹۷ھ) جو کہ غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہم عصر (یعنی زمانے کے) ہیں فرماتے ہیں: اہلِ مکہ، اہلِ مدینہ، اہلِ مصر، اہلِ یمن، اہلِ شام، اور مشرق و مغرب میں تمام بلادِ عرب ہمیشہ سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر و ثواب اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی ص۵۸)

مکۂ مکرمہ کی محفلِ میلاد

حضرت شاہ وَلِیُّ اللہ محدثِ دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اُس محفلِ میلاد میں حاضر ہوا، جو مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ میں رَبِیْعُ الاَوَّل کی بارہویں تاریخ کو مَوْلِدُالنَّبِی (یعنی سرکارصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت گاہ) میں منعقد ہوئی تھی، جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی (یعنی اچانک) اس مجلس سے کچھ انوار بُلند ہوئے، میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے، جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفٰے، ص ۷۲-۷۳)

ربیعِ پاک تجھ پر اہلسنّت کیوں نہ قرباں ہوں
کہ تیری بارہویں تاریخ وہ جانِ قمر آیا

یہودیوں کو ایمان نصیب ہوگیا

حضرتِ سیّدُنا عبد الواحِد بن اسمٰعیل علیہ رحمۃ اللہ الجیل فرماتے ہیں: مصر میں ایک عاشِقِ رسول رہا کرتا تھا جو **ربیعُ النُّور شریف** میں اللہ کے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خوب جشنِ ولادت منایا کرتا تھا۔ ایک بار **ربیعُ النُّور شریف** کے مہینے میں ان کی پڑوسن یہودَن نے اپنے شوہر سے پوچھا: ہمارا مسلمان پڑوسی اس مہینے میں ہر سال خُصُوصی دعوت وغیرہ کا اہتمام کیوں کرتا ہے؟ یہودی نے بتایا کہ اس مہینے میں اِس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تھی لٰہذا یہ اُن کا **جشنِ ولادت** مناتا ہے۔ اور مسلمان اس مہینے کی بَہُت تعظیم کیا کرتے ہیں۔ اس پر یہودَن نے کہا: ”واہ! مسلمانوں کا طریقہ بھی کتنا پیارا ہے کہ

یہ لوگ اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہر سال **جشنِ ولادت** مناتے ہیں۔" وہ یہودَن رات جب سوئی تو اُس کی سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، خواب میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل بُزرگ تشریف لائے ہیں، اِرد گرد لوگوں کا ہُجوم ہے۔ اِس نے آگے بڑھ کر ایک شَخْص سے دریافت کیا: یہ بُزرگ کون ہیں؟ اُس نے بتایا: "یہ نبیِّ آخِرالزّمان، رَحمتِ عالمیان، **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ آپ اِس لیے تشریف لائے ہیں تاکہ تمہارے مسلمان پڑوسی کو **جشنِ وِلادت** منانے پر خیر و بَرَکت عطا فرمائیں اور ان سے ملاقات فرمائیں نیز اس پر اظہارِ مسرَّت کریں۔" یہودَن نے پھر پوچھا: کیا آپ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری بات کا جواب دیں گے؟ اُس نے جواب دیا: جی ہاں!۔ اس پر یہودَن نے سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب میں **لَبَّیْك** فرمایا۔ وہ بے حد مُتَأَثِّر ہوئی اور کہنے لگی: میں تو مسلمان نہیں ہوں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر بھی مجھے **لبَّیک** کہہ کر جواب دیا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللّٰہ کی طرف سے مجھے بتایا گیاہے کہ تُو مسلمان ہونے والی ہے۔ اس پر وہ بے ساختہ پکار اُٹھی: بے شک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نبیِّ کریم، صاحِبِ خُلُقِ عظیم ہیں، جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کرے وہ ہلاک ہوا اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قَدر و منزلت نہ جانے وہ خائِب و خاسِر (یعنی نقصان اُٹھانے والا) ہوا۔ پھر اُس نے کلِمۂ شہادت پڑھا۔

اب اس کی آنکھ کُھل گئی اور وہ سچّے دل سے مسلمان ہو گئی اور اُس نے یہ طے کر لیا کہ صبح اُٹھ کر ساری پُونجی اللہ کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے **جشنِ ولادت** کی خوشی میں لُٹادوں گی اور خوب نیاز کروں گی۔ جب صبح اٹھی تو اس کا شوہر دعوتِ طعام کی تیّاری میں مصروف تھا۔ اس نے حیرت سے پوچھا: آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: اس بات کی خوشی میں دعوت کا اہتمام کر رہا ہوں کہ تم مسلمان ہو چکی ہو۔ پوچھا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے بتایا: میں بھی رات حُضُورِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دَستِ حق پرست پر ایمان لا چکا ہوں۔ (تذکرۃ الواعظین ص۵۹۸ ملخصًا)

جشنِ ولادت منانے والا خاندان

مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً میں ابراہیم نامی ایک مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دیوانہ رہا کرتا تھا۔ ہمیشہ حلال روزی کماتا اور اپنی آمدنی کا آدھا حصّہ **جشنِ ولادت** منانے کے لیے علیٰحدہ جمع کرتا۔ **ربیعُ النُّور** شریف کی آمد ہوتی تو دھوم دھام سے مگر شریعَت کے دائرے میں رَہ کر **جشنِ وِلادت** مناتا۔ اَللہ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ایصالِ ثواب کے لیے خوب لنگر کرتا اور اچھّے اچھّے کاموں میں اپنی رقم خرچ کرتا۔ اُس کی زوجۂ محترمہ بھی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بَہُت دیوانی تھی اور ان کاموں میں مکمَّل تعاوُن کرتی۔ زَوجہ کی وفات ہو گئی مگر اس کے معمولات میں فَرق نہ آیا۔ ابراہیم دیوانے نے ایک دن اپنے نوجوان بیٹے کو وصیَّت کی: "پیارے بیٹے! آج رات میری وفات ہو جائے گی، میری تمام تر پُونجی میں پچاس دِرہَم اور اُنّیس گز کپڑا ہے۔ کپڑا تجہیز و تکفین پر صَرف کرنا اور

رہی رقم تو اسے بھی ہو سکے تو نیک کام میں خَرچ کر دینا۔ ''اِس کے بعد اُس نے کلِمۂ طیِّبہ پڑھا اور اس کی روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔

بیٹے نے حسبِ وصیّت والدِ مرحوم کو سِپُردِ خاک کر دیا۔ اب پچاس دِرہَم نیک کام میں خَرچ کرنے کے مُعامَلے میں اس کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا کرے۔ اسی فِکْر میں رات جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ قِیامت قائم ہے اور ہر طرف نفسی نفسی کا عالَم ہے، خوش نصیب لوگ سُوئے جنَّت رواں دواں ہیں، جبکہ مجرِموں کو گھسیٹ گھسیٹ کر جہنَّم کی طرف ہانکا جارہا ہے اور یہ کھڑا تھر تھر کانپ رہا ہے کہ اس کے بارے میں نہ جانے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اتنے میں غیب سے نِدا آئی: ''اِس نوجوان کو جنّت میں جانے دو۔'' چُنانچہ وہ خوشی خوشی جنّت میں داخِل ہو گیا اور سَیر کرنے لگا۔ ساتوں جنّتوں کی سَیر کرنے کے بعد جب آٹھویں جنّت کی طرف بڑھا تو داروغۂ جنَّت حضرتِ رِضوان نے فرمایا: ''اِس جنَّت میں صِرف وُہی داخِل ہو سکتا ہے جس نے **ماہِ ربیعُ النُّور** میں وِلادتِ مصطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایّام میں خوشی منائی ہو۔'' یہ سن کر وہ سمجھ گیا کہ میرے والِدَینِ مَرحومَین اِسی میں ہونے چاہئیں۔ اِتنے میں آواز آئی: ''اِس نوجوان کو اندر آنے دو، اس کے والِدَین اِس سے ملنا چاہتے ہیں۔ ''لہٰذا وہ اندر داخِل ہوا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کی والِدۂ مرحُومہ نَہرِ کوثر کے قریب بیٹھی ہے، ساتھ ہی ایک تَخت بچھا ہے جس پر ایک بُزُرگ خاتون جلوہ افروز ہیں اور اس کے اِرد گِرد کُرسیاں بچھی ہیں جن پر کچھ پُر وقار خواتین تشریف فرما ہیں۔ اس نے ایک فِرِشتے سے پوچھا: یہ خواتین کون ہیں؟ اُس نے بتایا: ''تَخت پر شہزادئ کونین سَیِّدَتُنا

فاطِمہ زَہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں اور کُرسیوں پر خدیجۃُ الکبریٰ، عائشہ صِدّیقہ، سیِّدَتُنا مریم، سیِّدَتُنا آسِیہ، سیِّدَتُنا سارہ، سیِّدَتُناہاجِرہ، سیِّدَتُنا رابِعہ اور سیِّدَتُنا زُبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عَنْھُنّ) ہیں۔'' اسے بَہُت خوشی ہوئی، مزید آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت ہی عظیم تخت بچھا ہے اور اس پر سرکارِ عالم مدار، مدینے کے تاجدار، دوعالم کے مالِک و مختار، حبیبِ پروَردگار، شافِعِ روزِ شمار، جنابِ احمدِ مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنا چاند سا چہرہ چمکاتے رونق افروز ہیں۔ اِرد گرد چار کُرسیاں بچھی ہوئی ہیں ان پر خُلفَائے راشِدین عَلَیہِمُ الرِّضْوَان تشریف فرما ہیں۔ دائیں طرف سونے کی کُرسیوں پر انبیائے کِرام عَلَیہِمُ السَّلَام رونق افروز اور بائیں جانب شہدائے کِرام جلوہ فرما ہیں۔ اتنے میں اس کے والِدِ مرحوم ابراہیم بھی سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب ہی جُھرمٹ میں نظر آگئے۔ **والِد صاحِب** نے اپنے لختِ جگر کو سینے سے لگا لیا، وہ بَہُت خوش ہوا اور سُوال کیا: ابّا جان! آپ کو یہ عالیشان رُتبہ کیوں کر حاصِل ہوا؟ جواب دیا: اَلْحَمْدُلِلّٰہ! **یہ جشنِ وِلادت منانے کا صِلہ ہے۔** اِس کے بعد اُس نوجوان کی آنکھ کُھل گئی۔

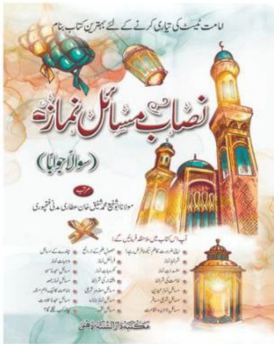
صُبح ہوتے ہی اُس نے اپنا مکان اَونے پَونے داموں بیچا اور والِدِ مرحوم کے بچے ہوئے پچاس دِرہَم کے ساتھ اپنی ساری رقم مِلا کر طَعام کا اہتِمام کیا اور عُلَماء و صُلَحاء کی دعوت کی۔ اُس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہو چکا تھا، چُنانچِہ مسجِد میں عبادت اور اُسی کی خدمت میں مشغول رَہنے لگا اور اپنی زندگی کے بَقِیّہ تیس سال اسی طرح گزار دیئے۔ بعدِ وفات کسی نے

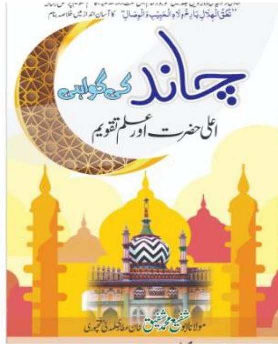
اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا گُزری؟ بولا: **مُجھے جشنِ ولادت منانے کی بَرَکت سے جنّت میں اپنے والِد مرحوم کے پاس پہنچادیا گیاہے۔**(مُلَخَّص از تذکِرۃُالواعظین اردو ص۵۵۷)

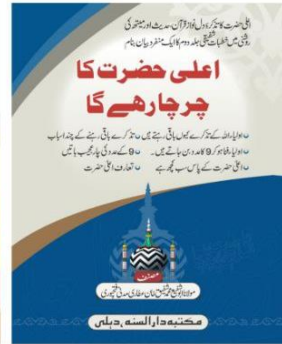
سبحٰن اللہ! کیا بدلہ ہے جشنِ ولادت منانے کا، اللہ پاک ہمیں بھی نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے اور اس کی برکات پانے کی سعادت عطا فرمائے۔

محبوبِ ربِّ اکبر تشریف لا رہے ہیں
آج انبیا کے سَرور تشریف لا رہے ہیں
عطّارؔ اب خوشی سے پھولے نہیں سماتے
دنیا میں ان کے دلبر تشریف لا رہے ہیں

یہ جشنِ حبیبِ خدا ہو رہا ہے
یہ میلاد خیر الورا ہو رہا ہے
یہ کیوں آج ہوتا ہے گھر گھر چراغاں
جہاں کا سماں کیوں نیا ہو رہا ہے
زمانے پہ کیوں آج ہے نور چھایا
یہ کیوں ذکرِ صلِّ علیٰ ہو رہا ہے







(9)---میلاد منانے کی کیا برکتیں ہیں؟

اے عاشقانِ رسول! ان واقعات کو سن کر آپ کو اندازہ ہو رہا ہو گا کہ میلاد منانا کتنی سعادت کی بات ہے اور اس کا بدلہ کتنا زبردست ہے۔

یقیناً میلاد منانے کی برکتیں بیان سے باہر ہیں جس کا اندازہ ہم بزرگانِ دین کے ان اقوال سے لگاسکتے ہیں چنانچہ:

میلاد منانے کا پہلا فائدہ

میلاد منانے سے اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ کی خوشی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ:

جو ہم سے خُوش ہوتا ہے

علّامہ اِبْنِ جوزی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ کی قسمت چمکی، آپ کو خواب میں رسولِ مختار، نبیوں کے سردار، مکی مدنی تاجدار، محبوبِ پروردگار صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کہیں تشریف لے جارہے تھے، علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے آگے بڑھ کر پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عَرض کیا: یارسولَ اللّٰہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمایا: فُلاں شخص سے ملنے جارہا ہوں۔ میں نے عَرض کیا: یارسولَ اللّٰہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! آپ ایسے بلند رُتبہ (محبوبِ خُدا، امامُ الانبیا، دوجہاں کے آقا) ہیں، آپ فُلاں سے ملنے جارہے ہیں (یعنی چاہیے تو یہ کہ وہ آپ سے ملنے حاضِر ہو) پیارے اور آخری نبی، رسولِ

ہاشمی صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے جلال بھرے انداز میں فرمایا: اے اِبْنِ نعمان! ادب کرو! وہ شخص ہمارا میلاد مناتا ہے۔

یہ سُن کر علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ کچھ سنبھلے اور عرض کیا: اے روزِ قیامت شفاعت (Intercession) فرمانے والے آقا (صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم)! میری جان آپ پر فِدا ہو...!! اُس کے میلاد منانے کے سبب آپ اس سے بہت خوش ہیں؟ فرمایا: اے اِبْنِ نعمان! جو ہم سے خوش ہوتا ہے، ہم بھی اس سے خوش ہوتے ہیں۔

(حصول الفرج لابن جوزی، صفحہ:۲۲)

ہو مبارک اَہْلِ ایماں عیدِ میلاد النبی
ہو گئی قسمت درخشاں عیدِ میلاد النبی

میلاد منانے کا دوسرا فائدہ

میلاد شریف کی برکتیں بیان کرتے ہوئے امام جلال الدِّیْن سیوطی شافعی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس گھر، مسجد یا محلّہ میں میلاد شریف پڑھا جائے، فرشتے اُس گھر، مسجد اور محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور فرشتوں کے سردار یعنی حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل عَلَیْہِمُ السَّلَام میلاد شریف پڑھنے والوں کے لیے رحمت و رِضوان کی دُعا کرتے ہیں۔ (نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۷بتقدم وتاخر)

میلاد منانے کا تیسرا فائدہ

نعمۃ الکبری نامی کتاب میں ہے: جس گھر میں میلاد شریف پڑھا جائے اللہ پاک اس گھر کو قحط سالی، وبائی امراض، آگ لگنے، ڈوبنے اور ایسی بہت سی آفات سے محفوظ رکھتا

ہے۔(نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۷ بتقدم و تاخر)

میلاد منانے کا چوتھا فائدہ

میلاد شریف کی برکتوں میں سے یہ بھی ہے کہ: اس گھر کے رہنے والوں کو بُغض و حسد سے، بُری نظر سے، اور چوری وغیرہ کے خطرے سے بچایا جاتا ہے۔

(نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۷ بتقدم و تاخر)

میلاد منانے کا پانچواں فائدہ

اور اس گھر کے اَہْلِ خانہ کا کوئی فرد انتقال کر جائے تو اس پر نَکِیْرَین (یعنی قبر میں سوال پوچھنے والے فرشتوں) کے سوالوں کے جواب آسان کر دیئے جاتے ہیں۔

(نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۷ بتقدم و تاخر)

میلاد منانے کا چھٹا فائدہ

حضرت خواجہ جنید بغدادی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: محفلِ میلاد شریف میں شرکت کرنے اور اس محفل کی عزّت و تکریم کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

(نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۶)

میلاد منانے کا ساتواں فائدہ

حضرت سِرّی سقطی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ نے فرمایا: جو محفلِ میلاد میں جانے کا ارادہ کرے، وہ اَصْل میں جنّت کے باغوں میں جانے کا ارادہ کرتا ہے، کیونکہ محفلِ میلاد صِرْف و صِرْف محبّتِ رسول کی وجہ سے ہی سجائی جاتی ہے اور رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صلی اللہ عَلَیْہِ وَ

آلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: مَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ جو مجھ سے محبت کرے، وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۷)

میلاد منانے کا آٹھواں فائدہ

علّامہ قسطلانی رَحمۃُ الله عَلَیْه فرماتے ہیں: میلاد منانے کی برکت سے پُورا سال گھر میں امان رہتی ہے۔ حُصُولِ مقاصد کے لیے میلاد منانے والے کو خوشیاں ملتی اور دِلی مرادیں پُوری ہوتی ہیں۔ (شرح زرقانی، المقصد الاول، ذکر رضاعہ، جلد:۱، صفحہ:۲۶۲)

میلاد منانے کا نواں فائدہ

حضرت سَیِّدنا امام عبدُالرّحمٰن ابنِ جوزی رَحمۃُ الله عَلَیْه فرماتے ہیں: جشنِ ولادت پر فرحت و مسرت کرنے والے کے لیے یہ خوشی، جہنم سے رُکاوٹ بنے گی۔ اے اُمَّتِ محبوب! تمہارے لیے خوشخبری ہو تم دنیا و آخرت میں خیرِ کثیر کے حقدار قرار پائے۔ حضرت سیدنا احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جشنِ ولادت منانے والے کو برکت، عزت، بھلائی اور فخر ملے گا، موتیوں کا عمامہ اور سبز حُلَّہ پہن کر وہ داخلِ جنت ہو گا، بے شُمار محلّات اُسے عطا کیے جائیں گے اور ہر محل میں حُور ہو گی۔ نبیِ خیرُ الاَنام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خوب دُرُود پڑھیے، جشنِ ولادت منا کر اسے خُوب عام کیا جائے۔

(مجموع لطیف النبی فی صیغ المولد النبوی القدسی، مولد العروس، ص ۲۸۱، ملتقطاً)

میلاد منانے کا دسواں فائدہ

اے عاشقانِ میلاد! میلاد کی ایک برکت بیماریوں سے شفا کامل جانا بھی ہے چنانچہ: حضرت میاں غُلام حیدر رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ بلوچستان کے ایک بزرگ ہوئے ہیں، ان کا ایک مرید تھا، اس کا نام تھا: جمعہ۔ ڈھاڈر شہر کا رہنے والا تھا، اسے عُلَمائے کرام کے لکھے ہوئے میلاد نامے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ حضرت میاں غُلام حیدر رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ کسی کام سے ڈھاڈَر شہر تشریف لائے، آپ کے مُرید آپ سے ملنے کے لیے حاضِر ہوئے مگر جمعہ نامی شخص نہ آیا، میاں صاحِب رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ نے **معلومات** لِی تو پتا چلا وہ پچھلے ڈیڑھ سال سے بیمار ہے اور اس کے پاؤں سُوکھ چکے ہیں، چَل پھر نہیں سکتا۔ میاں صاحِب رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ نے اُسے بُلوایا اور فرمایا: آج رات میلاد نامہ پڑھو! اللہ پاک خیر فرمائے گا۔ مرید نے پِیر کے فرمان پر لَبَّیْک کہا اور پُورے یقین کے ساتھ ساری رات میلاد شریف پڑھتا رہا، اللہ پاک نے اس پر کرم فرمایا، صُبح کے وقت جب اس نے اُٹھنا چاہا تو عَصَا کے سہارے خُود ہی اُٹھ گیا، میلاد شریف پڑھنے کی برکت سے اُسے شِفَا مِل گئی اور وہ خُود اپنے پیروں پر چل کر گھر پہنچا۔

جس وقت کوئی مَرحَلہ دُشوار آ گیا
اُس وقت کام سیّدِ ابرار آ گیا

میلاد منانے کا گیارہواں فائدہ

اے عاشقانِ میلاد! دیکھا آپ نے میلاد کی کیسی کیسی برکتیں ہیں؟ بلکہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا میلاد ایک ایسی چیز ہے جس کا فائدہ غیر مسلم کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ **جب ابولَہَب مر گیا تو اُس**

کے بعض گھر والوں نے اُسے خواب میں بُرے حال میں دیکھا۔ پوچھا: کیا مِلا؟ بولا: تم سے جُدا ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی۔ پھر اپنے انگوٹھے کے نیچے موجود سوراخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا: سوائے اس کے کہ اس میں سے مجھے پانی پلادیا جاتا ہے کیونکہ میں نے **ثُوَیبَہ** لَونڈی کو آزاد کیا تھا۔ (مصنف عبد الرزاق ج۹ ص۹ حدیث ۱۶۶۶۱ و عمدۃ القاری ج۱۴ ص۴۴ تحت الحدیث ۵۱۰۱)

شبِ وِلادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
اَبولہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پارہے ہیں

حضرتِ علّامہ بدرُ الدّین عینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے تھوڑا سا پانی دیا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری ایضًا)

مسلمان اور میلاد

اِس روایت کے تحت سَیِّدُنا شیخ عبدالحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس واقِعہ میں میلاد شریف والوں کے لیے بڑی دلیل ہے جو تاجدار رِسالت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شبِ وِلادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں، یعنی ابولَہَب جو کہ کافِر تھا جب وہ تاجدارِ نُبُوَّت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کی خبر پا کر خوش ہونے اور اپنی لَونڈی (ثُوَیبَہ) کو دودھ پلانے کی خاطِر آزاد کرنے پر بدلہ دیا گیا۔ تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو محبَّت اور خوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کر رَہا ہے۔ لیکن یہ ضَروری ہے کہ محفلِ میلاد شریف گانے باجوں سے اور آلاتِ موسیقی سے پاک ہو۔ (مدارِجُ النُّبُوَّت ج۲ ص۱۹)

گھر آمِنہ کے سیِّدِ اَبرار آ گیا
خوشیاں مناؤ غمزدو غمخوار آ گیا

میلاد منانے کا بارہواں فائدہ

اے عاشقانِ میلاد! عُلمائے کرام فرماتے ہیں: میلاد منانا تعظیمِ مصطفےٰ ﷺ کی ایک صُورت ہے۔ میلاد مناکر مسلمان اللہ پاک کی ایک بڑی نعمت (یعنی سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی آمد) کا ذِکر کرتے۔ اور اس نعمت کا شکر بجالاتے ہیں۔

میلاد کے ذریعے سے وَعظ و نصیحت کی جاتی ہے، میلاد کی برکت سے دِل میں عظمتِ رسول ﷺ بڑھتی ہے۔ میلاد کی برکت سے عشقِ رسول ﷺ میں اِضافہ ہوتا ہے، اور عشقِ رسول ﷺ کی برکت سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ گویا میلاد منانا ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ ذِکرِ مصطفےٰ ﷺ کی محفل پر رحمت کے فرشتے اُترتے ہیں اور میلاد کی برکت سے دین و دُنیا کی بے شمار برکتیں ملتی ہیں۔ (میلادُ النبی منانا امتِ محمدیہ کا متفقہ عمل، صفحہ: ۴۸۲-۴۸۴)

تیرا کھاواں میں تیرے گیت گاواں یَا رسولَ اللہ
تیرا میلاد میں کیوں نہ مناواں یَا رسولَ اللہ

جشنِ ولادت منانے کا ثواب

شیخ عبدُ الحقّ مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ولادت کی رات خوشی منانے والوں کی جَزاء یہ ہے کہ اللہ پاک انہیں فضل و کرم سے جَنّاتُ النَّعِیم میں داخِل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفِلِ میلاد مُنعَقِد کرتے آئے ہیں اور وِلادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خوب صَدَقہ و خیرات دیتے آئے ہیں۔ خوب خوشی کا اِظہار کرتے اور دل کھول کر خَرچ کرتے ہیں نیز آپ صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادتِ باسعادت کے ذِکْر کا اِہتِمام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سَجاتے ہیں اور اِن تمام اَفعالِ حَسَنہ کی بَرَکت سے ان لوگوں پر اللہ پاک کی رَحمتوں کا نُزول ہوتا ہے۔(مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃ ص ۱۰۲ ملتقطًا)

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دیدے حسنؔ کا حصہ صبحِ شبِ وِلادت

(10)۔۔۔میلاد کب کب کر سکتے ہیں؟

اے عاشقانِ رسول! اگر آپ مجھ سے سوال کریں کہ میلاد کب کب کریں؟ تو میں آپ کو جواب دوں گا کہ اللہ پاک نے عاشقانِ رسول کو نِرالا مزاج عطا فرمایا ہے، یہ محفلِ میلاد کے لیے ربیعُ الاَوَّل کا انتظار نہیں کرتے، بلکہ سارا سال ہی محافِلِ میلاد سجاتے رہتے ہیں۔

آج سے بیس تیس سال پہلے کے مسلمانوں کا انداز آپ دیکھیں تو پتا چلے گا کہ مسلمان ہر موقعوں پر محفلِ میلاد سجاتے تھے چاہے وہ خوشی کا موقع ہو یا غمی کا موقع ہو، مثلاً بیٹے یا بیٹی کی شادی ہے میلاد کر لو، بچہ پیدا ہوا ہے میلاد کر لو، کسی کی وفات ہوئی ہے میلاد کر لو، نیا کاروبار کرنا ہے میلاد کر لو، نیا مکان بنوایا ہے میلاد کر لو، نیا مکان لیا ہے میلاد کر لو، سفر پر جانا ہے میلاد کر لو، کوئی خوشی ملی ہے میلاد کر لو، کوئی مصیبت آئی ہے میلاد کر لو، کوئی بیمار ہے میلاد کر لو، الغرض ہر موقعوں پر میلاد۔ پہلے کے مسلمان آخر ایسا کیوں کرتے تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو میلاد کی برکتیں معلوم تھیں، اور شاید یہی وجہ تھی کہ وہ ہمارے مقابلے میں زیادہ خوش حال اور ایمان کے اعتبار سے زیادہ مضبوط تھے۔

میلاد کی برکتوں میں سے آپ نے سنا کہ جس گھر میں میلاد شریف پڑھا جائے اللہ پاک اس گھر کو قحط سالی، وبائی امراض، آگ لگنے، ڈوبنے اور ایسی بہت سی آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس گھر کے رہنے والوں کو بُغض و حسد، بُری نظر سے، اور چوری وغیرہ کے خطرے سے بچایا جاتا ہے۔ جس گھر، مسجد یا محلّہ میں میلاد شریف پڑھا جائے، فرشتے اُس

گھر، مسجد اور محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور فرشتوں کے سردار یعنی حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل عَلَیْہِمُ السَّلَام میلاد شریف پڑھنے والوں کے لیے رحمت و رِضوان کی دُعا کرتے ہیں۔(نعمۃ الکبریٰ لابن حجر، صفحہ:۷ بتقدم و تاخر)

میلاد منانے کی برکت سے پُورا سال گھر میں امان رہتی ہے۔ حُصُولِ مقاصد کے لیے میلاد منانے والے کو خوشیاں ملتی اور دِلی مرادیں پُوری ہوتی ہیں۔

(شرح زرقانی، المقصد الاول، ذکر رضاعہ، جلد:۱، صفحہ:۲۶۲)

اے عاشقانِ رسول! نیت کیجیے کہ ان شاء اللہ اب ہم بھی میلاد منایا کریں گے سال میں ایک بار نہیں بلکہ کئی بار منایا کریں گے، خوشی ہو یا غم ہر حال میں میلاد کر کے میلاد کی برکتیں حاصل کیا کریں گے۔ اور ہم میلاد کیوں نہ منائیں؟ کیونکہ جس کا کھانا اسی کا گانا، شاعر کہتا ہے:

زمانہ بھر کا یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

تیرا کھاواں میں تیرے گیت گاواں یا رسول اللہ
تیرا میلاد کیوں نہ میں مناواں یا رسول اللہ

بلکہ حق تو یہ ہے کہ عاشق اپنے محبوب کا ذکر کرنے کے لیے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے کہ کوئی بہانہ ملے اور میں اپنے محبوب کا ذکر کروں۔ لہٰذا ہمیں محفلِ میلاد سجانے کے

بہانے تلاش کرتے رہنا چاہیے کہ کوئی بہانہ بنے اور میں اپنے گھر میلاد کی محفل سجاؤں اور اس کی برکتوں سے مالامال ہو جاؤں۔ اللہ پاک ہمیں میلاد کی برکتیں نصیب فرمائے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

میلاد رسم نہیں عقیدہ ہے۔ میلاد رواج نہیں ایمان ہے۔
میلاد دکھاوا نہیں اظہار ہے۔ میلاد اسراف نہیں ثواب ہے۔

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں
آقا کی ثنا خوانی در اصل عبادت ہے
ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں
جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں



(11)۔۔۔میلاد کیسے منایا جائے ؟

اے عاشقانِ رسول ! اب یہاں پر ایک سوال پھر پیدا ہوتا ہے کہ میلاد منائیں کیسے ؟تو اس کا جواب یہ ہے کہ میلاد منانا بہت آسان ہے جیسا کہ آپ نے شروع میں سنا کہ: میلاد عرفِ عام میں ذکرِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام ہے خواہ دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں یالاکھوں لوگ مل کر کریں۔

اگر آپ میلاد منانا چاہتے ہیں تو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ اپنے پڑوس والوں کو میلاد میں شرکت کرنے کی دعوت دیں اگر وہ آجائیں تو اچھا ورنہ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے اسی کتاب میں دیے ہوئے **"میلاد نامہ"** پڑھ کر سنا دیجیے اور آخر میں صلاۃ و سلام پڑھ کر فاتحہ خوانی کر کے نبی ﷺ کو ایصالِ ثواب کیجیے اور اپنے لیے اور سارے مسلمانوں کے لیے دعا کیجیے۔لو آپ کے یہاں میلاد شریف کی محفل ہو گئی اور آپ کے دامن میں، گھر میں، کاروبار میں برکتیں ہی برکتیں آ گئیں۔

آقا کے غلاموں کو اب عید منانے دو
سرکار کی آمد ہے راہوں کو سجانے دو
چرچا ہے یہی ہر سو کہتا ہے ہر کوئی
تشریف نبی لائے محفل کو سجانے دو

نوٹ: "میلاد نامہ" اگلے صفحہ میں ہے۔

محفلِ میلاد میں شرکت کرنے کے آداب

اے عاشقانِ میلاد! خوب اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ محفلِ میلاد میں شرکت کیجیے کہ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کیونکہ جشنِ عید مِیلادُ النَّبِی ﷺ کی محفل میں ربِّ کریم کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اَنوارِ الٰہی چھما چھم برستے ہیں، رحمت کے فرشتے میلاد شریف کی محفلوں میں شریک ہوتے اور میلاد منانے والوں کو اپنے نورانی پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، میلاد شریف منانے والوں سے ربِّ کریم خوش ہوتا ہے اور ان پر اپنے انعامات واِکرامات کی بارش بھی فرماتا ہے۔ یقیناً میلاد شریف منانا، ماہِ میلاد میں اپنے گھروں کو پرچموں، جگمگاتے قُمقُموں، رنگ برنگی لائٹوں سے سجانا، میلاد شریف کی محافل میں شرکت کرنا باعثِ اجر وثواب اور مَغفرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ مگر افسوس! فی زمانہ محفلِ میلاد ہو یا اجتماعِ ذکر و نعت میں درس و بیان سننے کا موقع، ہم لاپرواہی کرتے، اِدھر اُدھر دیکھتے، موبائل فون استعمال کرتے، ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے یہ وقت گزارتے ہیں، نہ خود توجہ سے میلاد سنتے ہیں نہ دوسروں کو سننے دیتے ہیں، نہ ہماری توجّہ بیان کی جانے والی باتوں کی طرف ہوتی ہے نہ دوسرے کی توجّہ برقرار رہنے دیتے ہیں، حالانکہ ہمارے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حضور نبیِ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محفل میں ہوتے تو اس قدر توجّہ کے ساتھ آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیاری باتیں سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جبکہ دوسری طرف ہم میں سے بعض ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف و کمالات کو غور سے نہیں سنتے، نہ ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام سُن کر

درود پڑھتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جب بھی اجتماع یا محفلِ میلاد میں حاضری کی سعادت ملے تو باادب انداز میں توجّہ کے ساتھ سننے کی عادت بنائیں۔ آیئے! ترغیب کے لیے ایک واقعہ سنتے ہیں: چنانچہ:

خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، حضرت شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نقل کرتے ہیں: میرے والد حضرت سَیِّد عباس مالکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا: میں بَیتُ الْمُقدّس میں بارہویں شریف کی رات محفلِ میلاد میں شریک تھا، میں نے دیکھا ایک بوڑھا شخص شروع سے آخر تک انتہائی اَدب وِاحترام کے ساتھ کھڑا ہو کر محفلِ میلاد میں شریک رہا، جب کسی نے پوری محفل کھڑے ہو کر سننے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ میں نبیِ کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکرِ خیر سنتے وقت تعظیماً کھڑے ہونے کو بدعتِ سیئہ (برا عمل) جانتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے اجتماع میں شریک ہوں اور لوگ نبیِ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کرنے کے لیے کھڑے ہیں۔ جب نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد ہوئی تو تمام لوگوں نے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ استقبال کیا۔ مگر میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں کھڑا نہیں ہوا، نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **"تو اب کھڑا نہیں ہو سکے گا"** جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ اب بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ اسی پریشانی میں ایک سال گزر گیا مگر کھڑا نہ ہو سکا۔ بالآخر میں نے یہ منّت مانی کہ اگر اللہ پاک مجھے اس مرض سے شفایاب فرمادے تو میں محفلِ میلاد شروع سے آخر تک کھڑے ہو کر سنا کروں گا۔ اس منّت کی برکت سے اللہ

کریم نے مجھے صحت عطا فرمائی۔ تو اب میرا یہ معمول بن گیا کہ میں اپنی منّت کو پورا کرتے ہوئے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں پوری محفل کھڑے ہو کر سنتا ہوں۔

(الاعلام بفتاوی ائمۃ الاسلام، ص ۹۴)

اے عاشقانِ رسول! اس واقعہ سے سبق لیتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ محفلِ میلاد کا ادب و احترام کیا کریں اور توجّہ کے ساتھ سنا کریں۔

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

لہٰذا جب بھی محفلِ میلاد میں جائیں تو نیچے دیے ہوئے آداب کا خوب خیال رکھیے کہ جو جتنا آداب بجالائے گا وہ اتنا ہی زیادہ انعامات کا حقدار قرار پائے گا۔

(1)۔۔۔ اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رضا پانے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے شرکت کرنا۔

(2)۔۔۔ محفلِ میلاد میں وقت پر پہنچنے کی کوشش کرنا تا کہ احترام کا اظہار ہو۔

(3)۔۔۔ پاک اور صاف لباس پہن کر شرکت کرنا۔

(4)۔۔۔ خوشبو لگا کر شرکت کرنا۔

(5)۔۔۔ دل میں عاجزی اور نرمی کے ساتھ محفلِ میلاد میں شامل ہونا۔

(6)۔۔۔ دورانِ محفل اگر گفتگو کرنے کی حاجت پڑے تو آہستہ آواز میں کرنا۔

(7)۔۔۔ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت مکمل توجہ کے ساتھ سننا۔

(8)۔۔۔ دوران محفل موبائل فون بند یا سائلنٹ رکھنا۔

(9)۔۔۔با ادب اور عاجزی کے ساتھ بیٹھنا، ہو سکے تو دو زانوں بیٹھنا، بے ادبی یا غفلت سے پرہیز کرنا۔

(10)۔۔۔ایسی کوئی گفتگو نہ کرنا جو محفل کی روحانیت کو متاثر کرے۔

(11)۔۔۔ محفل میں نظم وضبط کا خیال رکھنا اور کسی بھی قسم کی بے ترتیبی نہ کرنا۔

(12)۔۔۔ دھکّا وغیرہ لگ جائے تو صبر کرنا، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچنا۔

(13)۔۔۔جب نعتِ پاک یا بیان ہو رہا ہو تو خاموشی اختیار کرنا اور ادب سے سننا۔

(14)۔۔۔اگر محفل میں کھانے یا پینے کا انتظام ہو تو اعتدال اور احترام کے ساتھ لینا۔

(15)۔۔۔ محفل میں شرکت کرنے والے دوسرے افراد کا احترام کرنا اور ان کے لیے جگہ کشادہ کرنا۔

(16)۔۔۔ محفل میں اگر مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی شرکت کریں تو ان کے بیٹھنے کا الگ انتظام کرنا۔

(17)۔۔۔ محفلِ میلاد میں اول سے آخر تک شرکت کرنا۔

(18)۔۔۔صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ، اُذْكُرُوا اللّٰهَ، تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والوں کی دل جُوئی کے لیے بُلند آواز سے جواب دینا۔

(19)۔۔۔ محفلِ میلاد کے بعد خُود آگے بڑھ کر مسلمانوں سے سَلَام و مُصَافَحَہ کرنا۔

دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن محفلِ مِیلاد شریف میں ذِکرِ ولادت شریف کے وَقْت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے باقی شروع سے آخِر تک اَدَباً دوزانو بیٹھے رہتے۔ یوں ہی وَعظ فرماتے، چار پانچ گھنٹے کامل دوزانو ہی مِنبر شریف پر رہتے۔ (حیاتِ اعلٰی حضرت ج ۱ ص ۹۸)

کاش! ہم غلامانِ اعلیٰ حضرت کو بھی تِلاوت قرآن کرتے یا سنتے وَقت نیز اجتِماعِ ذکر ونعت، سنّتوں بھرے اجتِماعات، مَدَنی مذاکرات، درس و مَدَنی حلقوں وغیرہ میں اَدَباً دوزانو بیٹھنے کی سعادت مل جائے۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا، نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا، کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

(12)۔۔۔میلاد نامہ

تلاوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

نعت شریف

یہ کہتی تھی گھر گھر میں جا کر حلیمہ، میرے گھر میں خیر الورا آ گئے ہیں
بڑے اوج پر ہے میرا اب مقدر، میرے گھر حبیب خدا آ گئے ہیں

اٹھی چار سو رحمتوں کی گھٹائیں، معطر معطر ہیں ساری فضائیں
خوشی میں یہ جبرئیل نغمے سنائیں، وہ شافع روز جزا آ گئے ہیں

مقرب ہیں بیشک خلیل و نجی بھی، بڑی شان والے کلیم و مسیح بھی
لیے عرش نے جن کے قدموں کے بوسے، وہ امی لقب مصطفی آ گئے ہیں

یہ ظلمت سے کہہ دو ڈیرے اٹھا لے، کہ ہیں ہر طرف اب اجالے اجالے
کہا جن کو حق نے سراج منیرا، میرے گھر وہ نور خدا آ گئے ہیں

یہ سن کر سخی آپ کا آستانہ، دامن پسارے ہوئے سب زمانہ
نواسوں کا صدقہ نگاہ کرم ہو، تیرے در پے تیرے گدا آ گئے ہیں

نکیرین جب میری تربت میں آ کر، کہیں گے زیارت کا مژدہ سنا کر
اٹھو بجر تعظیم نور الحسنؔ اب، لحد میں رسول خدا آ گئے ہیں

صُبحِ بہاراں

خاتَمُ المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلمِین، شفیعُ الْمُذْنِبِیْنِ، انیسُ الْغَرِیبِین، سِراجُ السَّالِکِین، مَحبوبِ ربُّ الْعٰلمین، جنابِ صادِق و اَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قرارِ ہر قلبِ مَحزون و غمگین بن کر 12 ربیعُ النُّور شریف کو صبحِ صادِق کے وَقْت جہاں میں تشریف لائے اور آ کر بے سہاروں ، غم کے ماروں ، دُکھیاروں ، دلفِگاروں اور دَر دَر کی ٹھوکریں کھانے والے بے چاروں کی شامِ غریباں کو ''صبحِ بہاراں'' بنادیا۔

مسلمانو! صبحِ بہاراں مبارَک
وہ برساتے انوار سرکار آئے

مُعْجِزات

12 ربیعُ النُّور شریف کو اللہ پاک کے نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دنیا میں جلوہ گَری ہوتے ہی کُفر وظُلمت کے بادَل چھٹ گئے ، شاہِ ایران ''کِسریٰ '' کے مَحَل پر زلزلہ آیا ، چودہ کُنگرے گر گئے۔ ایران کا جو آتَش کَدہ ایک ہزار سال سے شُعلہ زَن یعنی جل رہا تھا وہ بجھ گیا ، دریائے ساوَہ خشک ہو گیا ، کعبے کو وَجد آ گیا اور بُت سَر کے بَل گر پڑے۔ تبھی تو اعلیٰ حضرت مجدِّدِ دین وملت علیہ رحمۃ اللہ العزت اپنے نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' میں لکھتے ہیں :

تیری آمد تھی کہ بیتُ اللہ مُجرے کو جُھکا
تیری ہَیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گِر گیا

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاں میں **فضل ورَحمت** بن کر تشریف لائے اور یقیناً اللّٰہ پاک کی رَحمت کے نُزُول کا دن خوشی و مسرّت کا دن ہوتا ہے۔ چُنانچِہ اللّٰہ تبارَک وَتعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ (پ۱۱، یونس:۵۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللّٰہ ہی کے فضل اور اُسی کی رحمت اور اِسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دَھن دولت سے بہتر ہے۔

اللّٰہُ اکبر! رَحمتِ خداوندی پر خوشی منانے کا قرآنِ کریم حکم دے رہا ہے اور کیا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بڑھ کر بھی کوئی اللّٰہ پاک کی رَحمت ہے؟ دیکھیے مقدّس قرآن میں صاف صاف اِعلان ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (پ۱۷، الانبیاء:۱۰۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رَحمت سارے جہان کے لیے۔

عیدوں کی عید

اَلْحَمْدُلِلّٰہ 12 ربیعُ النُّور مسلمانوں کے لیے عیدوں کی بھی عید ہے یقیناً حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاں میں شاہِ بحر و بَر بن کر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَراءَت۔ بلکہ کون و مکان کی تمام تر رونق و شان اس جانِ جہان، رَحمتِ عالمیان، سیّاحِ لامکان، محبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں کی دُھول کا صدقہ ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نُورِ مُصْطَفٰے کی مُنْتَقِلی پر جَشْن کا سَماں

حضرت علّامہ شُعَیب حَرِیفِیْش رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب نُورِ مُحَمَّدی حَضْرتِ سَیِّدَتُنا آمِنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا میں مُنْتَقِل ہوا تو بڑی بڑی نِشانیاں ظاہِر ہونے لگیں۔ ساری مَخلوق ایک دوسرے کو خوشخبریاں دینے لگی، زَمین و آسمان میں اِعلان کر دِیا گیا: اے عَرْش! وَقار و سَنجیدگی کا نِقاب اوڑھ لے۔ اے کُرسی! فَخْر کی زِرَہ پہن لے۔ اے سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی! خُوشی سے جُھوم جا۔ اے ہَیْبَت اور رُعب و دَبْدَبہ کے اَنوار! تم بھی خُوب روشن ہو جاؤ۔ اے جَنَّت! خُوب آراستہ ہو جا۔ اے مَحَلّات کی حُورو! تُم بھی بُلندی سے دیکھو۔ اے رِضوان (باغبانِ جَنَّت)! جَنَّت کے دروازے کھول دو اور حُور و غِلماں کو سَامانِ زِیْنَت سے آراستہ کرکے کائنات کو خوشبوؤں سے مُعَطَّر کر دو۔ اے مالِک (داروغۂ جہنَّم)! جَہَنَّم کے دروازے بند کر دو کیونکہ آج کی رات میری قُدْرَت کے خَزانوں میں چُھپا ہُوا نُور اور راز عَبْدُ اللّٰہ سے جُدا ہو کر آمِنہ کی طرف منتقل (مُنْتَقِل) ہونے والا ہے اور جس گھڑی یہ نُور منتقل (مُنْتَقِل) ہو گا تو اُس کی پیدائش مُکَمَّل ہو جائے گی اور یہ نُور لوگوں کے سامنے کامِل انسان بَن کر ظاہِر ہو گا۔ (الروض الفائق، ص ۲۴۲ ملتقطاً وملخصا)

تِرے خُلْق کو حَق نے عظیم کہا تِری خَلْق کو حَق نے جَمِیْل کِیا
کوئی تُجھ سا ہُوا ہے نہ ہو گا شَہا تِرے خالِقِ حُسْن و اَدا کی قَسم

ہر چوپایہ بولنے لگا!

نُورِ مُحَمَّدی یکم رَجَبُ الْمُرَجَّب شَبِ جُمعَہ کو مُنْتَقِل ہُوا، جبکہ حضرت سَیِّدُنا اِمام وَاقِدِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نزدیک یہ جُمَادَی الْاُخریٰ کی پندرہویں رات تھی۔ اِس رات ہر گھر اور مَکان میں نُور داخِل ہو گیا۔ حضرت سیّدُنا اِبنِ عَبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: اِس رات قُرَیْش کے ہر چوپائے نے (بَزَبانِ فَصِیح) کَلام کرتے ہوئے کہا: رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی والِدۂ ماجِدہ کے شِکَمِ اَطْہَر میں جَلْوہ فَرما ہو چُکے ہیں، رَبِّ کعبہ کی قسم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دُنیا کے لیے اَمان اور اَہْلِ دُنیا کے چَراغ (Light) ہیں۔

(الروض الفائق، ص ۲۴۲)

نِثار تیری چہل پہل پر ہزار عِیدیں رَبِیْعُ الْاَوَّل
سِوائے اِبْلِیس کے جہاں میں سَبھی تو خوشیاں مَنا رہے ہیں
زمانہ بھر میں یہ قاعِدہ ہے کہ جس کا کھانا اُسی کا گانا
تو نعمتیں جِن کی کھا رہے ہیں اُنہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

حضور اقدس ﷺ جب پیدا ہوئے

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بدلی آئی جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اُڑنے کی آواز تھی اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں۔ پھر ایک دم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے سامنے سے

غیب ہو گئے اور میں نے سنا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مشرق و مغرب میں گشت کراؤ اور ان کو سمندروں کی بھی سیر کراؤ تا کہ تمام کائنات کو ان کا نام، ان کا حلیہ، ان کی صفت معلوم ہو جائے اور ان کو تمام جاندار مخلوق یعنی جن و انس، ملائکہ اور چرندوں و پرندوں کے سامنے پیش کرواور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیٰی علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے ان کو تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے مزین کر دو۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ولادتہ...الخ، ج۱، ص ۲۱۲)

تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا

اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ ریشم کے سبز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی منادی اعلان کر رہا ہے کہ واہ! واہ! کیا خوب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا اور کائناتِ عالم کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضۂ اقتدار و غلبۂ اطاعت میں نہ ہو۔ اب میں نے چہرۂ انور کو دیکھا تو

چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور بدن سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی پھر تین شخص نظر آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت، تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمک دار انگوٹھی تھی۔ انگوٹھی کو سات مرتبہ دھو کر اس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی، پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا اور ایک لمحہ کے بعد مجھے سپرد کر دیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۱۳ تا ص ۱۱۵)

نُور والا آیا ہے ہاں نُور لے کر آیا ہے
سارے عالَم میں یہ دیکھو نُور کیسا چھایا ہے

چار جانِب روشنی ہے سب سَماں ہے نُور نُور
حَق نے پیدا آج اپنے پیارے کو فَرمایا ہے

آؤ آؤ نُور کی خَیرات لینے کو چلیں
نُور والا آمِنہ بی بی کے گھر میں آیا ہے

جُوں ہی آمد ماہِ مِیلادِ مُبارَک کی ہُوئی
اَہلِ اِیماں جُھوم اُٹھے شَیطاں کو غُصّہ آیا ہے

محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالمِ وجود میں رونق افروز ہوئے اور پاکیزہ بدن، ناف بریدہ کٹی ہوئی، ختنہ کئے ہوئے خوشبو میں بسے ہوئے بحالت سجدہ، مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں اپنے والد ماجد کے مکان کے اندر پیدا ہوئے باپ کہاں تھے جو بلائے جاتے اور

اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال یعنی خوش ہوتے۔ وہ تو پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ دادا بلائے گئے جو اس وقت طوافِ کعبہ میں مشغول تھے۔ یہ خوشخبری سن کر دادا "عبد المطلب" خوش خوش حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے اور والہانہ جوشِ محبت میں اپنے پوتے کو کلیجے سے لگا لیا۔ پھر کعبہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی اور "محمد" نام رکھا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ولادتہ... الخ، ج۱، ص۲۳۲)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا ابو لہب کی لونڈی "ثویبہ" خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی اور "ابو لہب" کو بھتیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارہ سے "ثویبہ" کو آزاد کر دیا جس کا ثمرہ ابو لہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے کچھ (کھانے پینے) کو نہیں ملا بجز اس کے کہ "ثویبہ" کو آزاد کرنے کے سبب سے اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم، الحدیث:۵۱۰۱، ج۳، ص۴۳۲)

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ج۱، ص۲۵۹)

میلاد کی خوشی کرنے والوں کی جزا

اس موقع پر حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بہت ہی فکر انگیز اور بصیرت افروز بات تحریر فرمائی ہے جو اہل محبت کے لیے نہایت ہی لذت بخش ہے، وہ لکھتے ہیں کہ

اس جگہ میلاد کرنے والوں کے لیے ایک سند ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ابولہب کو جو کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی منانے، اور باندی کا دودھ خرچ کرنے پر جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ (مدارج النبوت، قسم دوم باب اول، ذکر نسب و حمل وولادت...الخ، ج۲، ص۱۹)

دودھ پینے کا زمانہ

سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولہب کی لونڈی "حضرت ثویبہ" کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ سے سیر اب ہوتے رہے، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج۲، ص۱۹،۱۸ ملخصاً)

بچپن کی ادائیں

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گہوارہ یعنی جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا اور آپ بچپن میں چاند کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرماتے تھے تو چاند آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی انگلی کے اشاروں پر حرکت کرتا تھا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج۲، ص۲۰)

حضرتِ سیّدُنا عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے **رسولِ اکرم، نُورِ مجسم** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے عرض کی: "**یارَسُولَ اللّٰہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! مجھے تو آپ کی نُبُوَّت کی نشانیوں نے آپ کے دِین میں داخِل ہونے کی دعوت دی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ (بچپن میں) گہوارے (یعنی جُھولے) میں **چاند سے باتیں کرتے** اوراپنی انگلی سے اس کی جانب اشارہ کرتے تو جس طرف **آپ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم **اِشارہ فرماتے چاند اس جانب جھک جاتا۔** حُضُور پُر نُور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "**میں چاند سے باتیں کرتا تھااور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھااور جب چاند عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا، اس وقت میں اُس کی تَسْبِیْح کرنے کی آواز سنا کرتا تھا۔**

(الخصائص الکبریٰ ج۱، ص۹۱)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

پہلا کلام جو آپ ﷺ کی مبارک زبان سے نکلا

جب آپ ﷺ کی زبان کھلی تو سب سے اول جو کلام آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا۔ بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کپڑوں میں بول وبراز یعنی پیشاب و پاخانہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے۔ اگر کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شرم گاہ کھل جاتی تو آپ رو رو کر فریاد کرتے۔ اور جب تک شرم گاہ نہ چھپ جاتی آپ کو چین اور قرار نہیں آتا تھااور اگر شرم گاہ چھپانے میں مجھ

سے کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے کوئی آپ ﷺ کی شرم گاہ چھپا دیتا۔ جب آپ ﷺ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہیں ہوتے تھے، لڑکے آپ ﷺ کو کھیلنے کے لیے بلاتے تو آپ ﷺ فرماتے کہ میں کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج ۲، ص ۲۰)

اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ جب سے حضرتِ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے ان کے جانور بڑھنے لگے، ان کی عزت میں اضافہ ہوا اور خیر و برکت نصیب ہونے لگی۔

جب تک آپ ﷺ وہاں رہے بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کا گھر خیر و برکت سے بھرا رہا، دن بدن ان پر انعامات اور برکات میں اضافہ ہوتا رہا۔ (آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۲۱)

بعض روایات کے مطابق بی بی حلیمہ کے علاوہ مزید 6 خوش نصیب خواتین نے ہمارے نبی ﷺ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا اور ان کو اس کا صلہ یہ ملا کہ ان تمام عورتوں کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ (سیرتِ حلبیہ، باب ذکر رضاعہ وما اتصل بہ، ج ۱، ص ۱۲۴)

ہمارے نبی ﷺ دوسرے بچوں کی طرح چیختے چلاتے اور روتے نہیں تھے۔ دو ماہ کی عمر میں آپ ﷺ گھٹنوں کے بل چلنے لگے، تین ماہ کی عمر میں اٹھ کر کھڑے ہونے لگے، چار ماہ کی عمر میں دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلا کرتے، پانچ ماہ کی عمر میں چلنے پھرنے کی پوری قوت حاصل کر چکے تھے، آٹھ ماہ کی عمر میں یوں کلام فرماتے کہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی، نو ماہ کی عمر میں فصیح باتیں کرنا شروع فرما دیا۔

(معارج النبوۃ، رکن دوم، باب سوم، فصل دوم، ص ۵۶، ۵۵)

جب آپ ﷺ دو سال کے ہو گئے تو مائی حلیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ چھڑا دیا اور آپ ﷺ کو آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئیں اور کہا: کاش! آپ اپنے بیٹے کو میرے پاس اور رہنے دیں تا کہ قوی ہو جائے کیونکہ مجھے اس پر وبائے مکہ کا ڈر ہے کیونکہ ان دنوں مکہ میں ایک وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ یہ سن کر بی بی آمنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حلیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ واپس کر دیا۔ حلیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا بیان ہے کہ ہمیں واپس آئے دو یا تین مہینے گزرے تھے کہ ایک روز آپ ﷺ اپنے رضائی بھائی عبد اللہ کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بھیڑوں میں تھے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بھائی دوڑتا آیا، کہنے لگا کہ میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو شخص آئے جن پر سفید کپڑے ہیں انہوں نے پہلو کے بل لٹا کر اس کا پیٹ پھاڑ دیا۔ یہ سن کر میں اور میرا خاوند دوڑے گئے، دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے، ہم دونوں آپ کے گلے لپٹ گئے اور پوچھا: بیٹا! تجھے کیا ہوا؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان کیا کہ دو شخص میرے پاس آئے جن پر سفید کپڑے تھے، انہوں نے پہلو کے بل لٹا کر میرا پیٹ پھاڑ دیا اور اس میں سے ایک خون کی پھٹکی نکال کر کہا: ''ھٰذَا حَظُّ الشَّیْطٰنِ مِنْكَ''(یہ تجھ سے شیطان کا حصہ ہے) پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر کر سی دیا۔ پس ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے خیمہ میں لے آئے۔ میرے خاوند نے کہا: حلیمہ! مجھے ڈر ہے اس لڑکے کو کچھ آسیب ہے، آسیب ظاہر ہونے سے پہلے اسے اس کے کنبے میں چھوڑ آ۔ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو

آپ کی والدہ کے پاس لائی اور بڑے اِصرار کے بعد اس سے حقیقت حال بیان کی۔ماں نے کہا: اللہ کی قسم! ان پر شیطان کو دخل نہیں، میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، ذکر رضاعہ وما معہ، ج۱، ص۲۷۹۔ ۲۸۲ ملخصاً علمیہ)

تعداد شق صدر

اے عاشقانِ رسول! حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا **شقِ صَدْر** (یعنی سینہ مبارک کا چاک ہونا) چار مرتبہ ہوا ہے:

(1)۔۔۔ ایک وہ جس کا ذکر ابھی ہوا، یہ اس واسطے تھا کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وساوسِ شیطان سے جن میں بچے مبتلا ہوا کرتے ہیں محفوظ رہیں اور بچپن ہی سے اَخلاقِ حمیدہ پر پرورش پائیں۔

(2)۔۔۔ دوسری مرتبہ دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں۔

(3)۔۔۔ تیسری مرتبہ غارِ حرا میں بعثت کے وقت ہوا تاکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وحی کے بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

(4)۔۔۔ چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں ہوا تاکہ آپ مناجات الٰہی کے لیے تیار ہو جائیں۔ (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، ذکر رضاعہ وما معہ، ج۱، ص۲۸۸ ملخصاً علمیہ)

اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تقریباً چار سال تک قبیلۂ بنو سعد میں برکتیں لٹاتے رہے، اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی والدہ کی گود میں پرورش پانے لگے۔

حضرت آمنہ کی وفات

اللہ پاک کے آخری نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ میں آپ کے دادا کے ننہال بنو عَدِی بن نجّار میں ملنے گئیں بعض کہتے ہیں کہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے گئی تھیں۔ اُم اَیمن بھی ساتھ تھیں، جب واپس آئیں تو راستے میں مقام اَبواء میں انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، ذکر وفاۃ امہ۔۔۔ الخ، ج۱، ص۳۰۸۔۳۰۹ ملخصاً علمیہ)

عبد المطّلِب و ابو طالب کی کفالت

ام ایمن آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو مکہ میں لائیں اور آپ کے دادا عبد المُطَّلِب کے حوالہ کیا۔ عبد المُطَّلِب آپ کی پرورش کرتے رہے مگر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک آٹھ سال کی ہوئی تو وہ بھی وفات پاگئے اور حسب وصیت آپ کے چچا ابو طالب جو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد ہیں آپ ﷺ کی تربیت کے کفیل ہوئے، ابو طالب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کفالت کو بہت اچھی طرح انجام دیا اور آپ ﷺ کو اپنی ذات اور بیٹوں پر مُقَدَّم رکھا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، باب ذکر وفاۃ امہ۔۔۔ الخ، ج۱، ص۳۰۹)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دس سال کی تھی تو آپ ﷺ اپنے چچا زبیر کے ہمراہ یمن کی طرف سفر کے لیے نکلے۔

جب اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب حسب معمول قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو جانے لگا، یہ دیکھ کر آپ

ﷺ اس سے لپٹ گئے۔ اس لیے اس نے آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔ جب قافلہ شہر بصریٰ میں پہنچاتو وہاں بَحِیْرا نام کے رَاہِب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر پہچان لیا اورآپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: یہ سارے جہان کا سردار ہے، رب العالمین کا رسول ہے، اللہ اس کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریشیوں نے پوچھا: تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا مگر سجدے میں گر پڑا۔ درخت اور پتھر پیغمبر کے سوا کسی دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مُہرِ نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ اس راہب نے سب کی دعوت کا اہتمام کیا اوراس نے ابو طالب سے تاکید کے ساتھ کہا کہ ان کو مکہ واپس لے جاؤ کیونکہ اگر تم آگے بڑھو گے تو ڈر ہے کہیں یہودی ان کو قتل نہ کر دیں لہٰذا ابو طالب آپ ﷺ کو واپس لے آیا اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھا اور اس راہب نے اللہ کے آخری نبی ﷺ کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

(سنن الترمذی، کتاب مناقب رسول، باب ما جاء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ، ج۵، ص۳۶۵، الحدیث: ۳۶۴۰)

جس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی قبیلہ کنانہ اور ہوازن کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس کا نام حربِ فِجار رکھا گیا، آپ ﷺ اس جنگ میں تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے چنانچہ فرماتے ہیں: ''وَکُنْتُ اُنَبِّلُ عَلٰی اَعْمَامِی'' بعض کہتے ہیں: آپ نے بھی تیر پھینکے تھے بہر حال اَخیر میں فریقین میں صلح ہو گئی۔

(العقد الفرید، الفجار الآخر، ج۶، ص۱۰۳۔۱۰۶ ملتقطاً علمیہ)

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عمر مبارک 20 سال کی ہوئی تو مکہ میں ہونے والی حِلْفُ الْفُضُوْل نامی صلح میں شرکت فرمائی اور اس کو پسند فرمایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں اسے نہ توڑتا۔(سیرتِ رسولِ عربی ص ٦٠)

شام کا دوسرا سفر

جب اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک 25 سال کی ہوئی تو آپ کے صدق وامانت کا شہرہ دور دور تک پہنچ چکا تھا کہ زبانِ خَلْق نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو امین کا لقب دے دیا تھا یہ دیکھ کر حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جو ایک معزز مالدار خاتون تھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں جو معاوضہ (یعنی بدلہ) میں اوروں کو دیتی ہوں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کا دُگنا دوں گی۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قبول فرمایا اور مال تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا غلام مَیْسَرَہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھا جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت کرتا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ضروریات کا ذمہ دار تھا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملکِ شام میں پہنچے تو بازار بصریٰ میں نَسْطُورا نام کے راہب کی خانقاہ کے نزدیک اترے۔ وہ راہب مَیْسَرَہ کی طرف آیا اور میسرہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق دریافت کیا اور مَیْسَرَہ سے کہا کہ ''ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا کیونکہ اللہ پاک نے ان کو نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بازارِ بصریٰ میں خرید و فروخت کر کے مکہ واپس آئے جب حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

نے جو عورتوں کے درمیان ایک بالا خانے میں بیٹھی تھیں آپ ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا تو دو فرشتے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے سر مبارک پر دھوپ سے سایہ کیے ہوئے تھے۔ مَیْسَرہ نے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا سے بیان کیا کہ میں نے تمام سفر میں آپ ﷺ کا یہی حال دیکھا ہے اور اس راہب کے قول ووصیت کی خبر دی۔اللہ پاک نے اس تجارت میں دگنا نفع دیا۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے جو دیکھا اور سنا اس سے ظاہر ہو گیا کہ آپ ﷺ بیشک ساری مخلوق کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

(السیرۃ الحلبیۃ،باب سفرہ الی الشام ثانیاً،ج۱،ص۱۹۳۔۱۹۲ملتقطاً علیہ)

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے نکاح

اس وقت حضرت خدیجہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا بیوہ تھیں ان کی دوشادیاں پہلے ہو چکی تھیں، ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ زمانۂ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کہا کرتے تھے۔ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں اللہ کے آخری نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے خاندان سے جا ملتا ہے۔حضرت خدیجہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے امور مذکورہ بالا کو مدنظر رکھ کر واپس آنے کے قریباً تین مہینے بعد یعلی بن مُنیہ کی بہن نفیسہ کی وَساطت سے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ نے اس درخواست کی خبر اپنے چچاؤں کو دی، انہوں نے قبول کیا۔پس تاریخ مُعیَّن پر ابو طالب اور امیر حمزہ اور دیگر رؤسائے خاندان حضرت خدیجہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا کے مکان پر گئے اور ان کے چچا عمرو بن اسد نے اور بقول بعض حضرتِ خدیجہ کے بھائی عمرو بن خُوَیلِد نے ان کا نکاح کر دیا۔شادی کے وقت اُن کی عمر چالیس سال کی تھی۔ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور 500 درہم مہر قرار پایا۔یہ اللہ کے آخری نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

کی پہلی شادی تھی۔(سیرتِ رسولِ عربی ص ٦٢)

اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَاہی کے بَطَن (یعنی پیٹ) سے ہوئی، صرف ایک صاحبزادے جن کا نام ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھا حضرت مارِیہ قِبْطِیَّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے بطن سے سنہ آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ دس ہجری میں انتقال فرماگئے۔(سیرتِ رسولِ عربی ص ٦٢)

تعمیرِ کعبہ

جب اللہ کے آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر 35 برس کی ہوئی تو زور دار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آگیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہو گئی۔

(السیرۃ الحلبیۃ، باب بنیان قریش الکعبۃ...الخ،ج١،ص٢٠٤ مختصراً)

چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کر دیا۔اس تعمیر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور سردار انِ قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔جب عمارت "حجر اسود" تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہی "حجر اسود" کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں۔بالآخر یہ تجویز پیش کی گئی کہ کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے۔وہ جو فیصلہ کر دے سب اس کو تسلیم کر لیں۔چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔خدا کی شان کہ صبح کو جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھے۔آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ "امین" ہیں لہٰذا ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جھگڑے کو اس طرح ختم فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ

جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے۔ چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابا ہوتا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بنیان الکعبۃ...الخ، ص۷۹)

غیر معمولی کردار

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ طفولیت (یعنی بچپن) ختم ہوا اور جوانی کا زمانہ آیا تو بچپن کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوانی بھی عام لوگوں سے نرالی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شباب مجسم حیا اور چال چلن عصمت و وقار کا کامل نمونہ تھا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا خزانہ تھی۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم و سخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں اور اچھی اچھی باتوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسانوں کے لیے وہاں

تک رسائی تو کیا؟ اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

جب حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا چالیسواں سال شروع ہوا تو ناگہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں ایک نیا انقلاب رونما ہو گیا کہ ایک دم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلوت پسند ہو گئے اور اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات غور و فکر میں پائے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیشتر وقت مناظر قدرت کے مشاہدہ اور کائنات فطرت کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ دن رات خالقِ کائنات کی ذات و صفات کے تصور میں مستغرق اور اپنی قوم کے بگڑے ہوئے حالات کے سدھار اور اس کی تدبیروں کے سوچ بچار میں مصروف رہنے لگے اور ان دنوں میں ایک نئ بات یہ بھی ہو گئ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر خواب اتنا سچا ہوتا کہ خواب میں جو کچھ دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی طرح روشن ہو کر ظاہر ہو جایا کرتی تھی۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب ۳، الحدیث: ۳، ج۱، ص۷ مختصراً)

غارِ حراء

مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کی دوری پر "حراء" نامی پہاڑ کے اُوپر ایک غار (یعنی کھوہ) ہے جس کو "غارِ حراء" کہتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر اس غار کے پر سکون ماحول کے اندر خدا کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو کبھی خود گھر پر آ کر لے جاتے اور کبھی حضرت بی بی خدیجہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پانی غار میں پہنچا دیا کرتی تھیں۔ آج بھی یہ نورانی غار اپنی اصلی حالت میں موجود اور زیارت گاہ خلائق ہے۔

(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، کتاب کیف کان بدء الوحی ...الخ، باب ۳، تحت الحدیث:۳، ج۱، ص ۱۰۵۔۱۰۷ ملتقطاً وملخصًا)

پہلی وحی

ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "غار حراء" کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ بالکل اچانک غار میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ (یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا کا پیغام اس کے رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام تک پہنچاتے رہے ہیں) فرشتے نے ایک دم کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں "پڑھنے والا نہیں ہوں۔" فرشتہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکڑا اور نہایت گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔" فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے چمٹایا اور چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔" تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ ﴿۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ

جانتا تھا۔(پ۳۰،العلق:۱۔۵)

یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کرکے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے۔ مگر اس واقعہ سے جو بالکل ناگہانی طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش آیا اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر لرزہ طاری تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کملی اڑھاؤ۔ مجھے کملی اڑھاؤ۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوف دور ہوا اور کچھ سکون ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غار میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورہ "مدثر" کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور رب تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا کہ:

يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ (پ۲۹،المدثر:۱۔۵)

ترجمہ کنزالایمان: اے بالاپوش اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب ۳، الحدیث: ۴، ۳، ج۱، ص۷)

ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے دعوتِ اسلام کے منصب پر مامور فرمادیا اور آپ ﷺ اللہ پاک کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغِ اسلام کے لیے کمربستہ ہو گئے۔

دعوتِ اسلام کا پہلا دور

تین برس تک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی جلد ہی دامن اسلام میں آ گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ابوارقم، حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ مدت کے بعد حضرت ابو ذر غفاری و حضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کی بیوی فاطمہ بنت الخطاب حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی حضرت ام الفضل حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی اور حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی مسلمان ہو گئیں۔ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے مردوں اور عورتوں نے بھی اسلام لانے کا شرف حاصل کر لیا۔

(المواہب اللدنیۃ، دقائق حقائق بعثتہ، ج۱، ص۱۱۵، ۱۱۶)

(شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر اول من آمن باللہ ورسولہ، ج۱، ص۴۵۵، ۴۶۰ملتقطاً وملخصاً)

دعوتِ اسلام کا دُوسرا دور

تین برس کی اس خفیہ دعوتِ اسلام میں مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی اس کے بعد اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورۂ "شعراء" کی آیت نازل فرمائی

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (پ۱۹، الشعرآء:۲۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

اور اللہ پاک کا حکم ہوا کہ اے محبوب! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو خدا سے ڈرایئے، اس پر اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قبیلۂ قریش کے خاندانوں کو یوں پکارا:

یابنی فِھْر! یابنی عَدِی! یہاں تک کہ وہ جمع ہوگئے، جو خود نہ آسکتا تھا وہ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیجتا تاکہ دیکھے کہ یہ پکار کیسی ہے؟ پس ابولہب اور قریش آگئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "بتاؤ اگر میں تم سے کہوں کہ وادیٔ مکہ سے ایک سواروں کا لشکر تمہیں تہس نہس کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تمہیں یقین آجائے گا؟" وہ بولے: ہاں! کیونکہ ہم نے تم کو سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تو میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ اس پر ابولہب بولا: تجھ پر ہمیشہ ہلاکت ہو، کیا اس کے لیے تو نے ہم کو جمع کیا ہے! تب یہ آیتیں نازل ہوئیں:

تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ﴿۲﴾ (پ۳۰، اللھب:۲،۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ

آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، باب ولا تخزنی یوم یبعثون، الحدیث: ۴۷۷۰، ج ۱، ص ۲۹۴)

دعوتِ اسلام کا تیسرا دور

اب وہ وقت آ گیا کہ اعلان نبوت کے چوتھے سال سورۂ حجر کی آیت نازل ہوئی:

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (۹۴) (پ ۱۴، النحل: ۹۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اور اللہ پاک نے یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب! ﷺ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائیے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے۔ اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے۔ اور تمام قریش بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا ایک طوفانی سلسلہ شروع ہو گیا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الاجھار بدعوتہ، ج ۱، ص ۴۶۱، ۴۶۲)

ہجرت حبشہ 5 نبوی

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم و ستم سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو "حبشہ" جا کر پناہ لینے کا حکم دیا۔

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی، اسے ہجرتِ اولیٰ کہتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۲۶)

کچھ دنوں کے بعد مزید کئی صحابہ و صحابیات نے حبشہ کی طرف ہجرت کی یہاں

تک کہ حبشہ ہجرت کرنے والوں کی تعداد 82،افراد تک پہنچ گئی۔

حضرت حمزہ وعمر مسلمان ہو گئے

اعلان نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ مسلمان ہوئے اور تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مسلمان ہو گئے، دو ایسی ہستیاں دامن اسلام میں آ گئیں جن سے اسلام اور مسلمانوں کے جاہ و جلال اور ان کے عزت و اقبال کا پرچم بہت ہی سر بلند ہو گیا۔

(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۳۲)

شعب ابی طالب 7 نبوی

اعلان نبوت کے ساتویں سال میں کفار مکہ نے جب دیکھا کہ روز بروز مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے تو تمام سرداران قریش اور مکہ کے دوسرے کفار نے یہ اسکیم بنائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور ان لوگوں کو کسی تنگ و تاریک جگہ میں محصور (یعنی قید) کرکے ان کا دانہ پانی بند کر دیا جائے تا کہ یہ لوگ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائیں۔

ابو طالب مجبوراً حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے تمام خاندان والوں کو لے کر پہاڑ کی اس گھاٹی میں جس کا نام "شعب ابی طالب" تھا پناہ گزیں ہوئے۔ اور یہ تین برس کا زمانہ اتنا سخت اور کٹھن گزرا کہ بنو ہاشم درختوں کے پتے اور سوکھے چمڑے پکا پکا کر کھاتے تھے۔ اور ان کے بچے بھوک پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر دن رات رویا کرتے تھے۔ سنگدل اور ظالم کافروں نے ہر طرف پہرہ بٹھا دیا تھا کہ کہیں سے بھی گھاٹی کے اندر دانہ پانی نہ جانے پائے۔ (المواہب اللدنیۃ، ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۱۲۶)

مسلسل تین سال تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خاندان بنو ہاشم ان ہوش ربا مصائب کو جھیلتے رہے یہاں تک کہ خود قریش کے کچھ رحم دلوں کو بنو ہاشم کی ان مصیبتوں پر رحم آ گیا اور ان لوگوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑنے کی تحریک اٹھائی۔

(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۴۰)

غم کا سال 10 نبوی

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "شعب ابی طالب" سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور چند ہی روز کفار قریش کے ظلم و ستم سے کچھ امان ملی تھی کہ ابو طالب بیمار ہو گئے اور گھاٹی سے باہر آنے کے آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۴۱)

حضرت بی بی خدیجہ کی وفات

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ابھی ابو طالب کے انتقال کا زخم تازہ ہی تھا کہ ابو طالب کی وفات کے تین دن یا پانچ دن کے بعد حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دنیا سے رحلت فرما گئیں۔

طائف وغیرہ کا سفر

مکہ والوں کے عناد اور سرکشی کو دیکھتے ہوئے جب حضور رَحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوسی نظر آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کے لیے مکہ کے قرب و جوار کی بستیوں کا رُخ کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "طائف" کا بھی سفر فرمایا۔ جہاں پر حضور ﷺ پر ظلم و ستم کی حد کر دی گئی اور یہ ایک الگ باب ہے جس کو سننے سنانے کے لیے اچھا خاصہ وقت درکار ہے۔

اسی سفر میں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام "نخلہ" میں تشریف فرما ہوئے اور رات کو نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو "نصیبین" کے جنات کی ایک جماعت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قرآن سن کر یہ سب جنات مسلمان ہو گئے۔ پھر ان جنوں نے لوٹ کر اپنی قوم کو بتایا تو مکہ مکرمہ میں جنوں کی جماعت نے فوج در فوج آکر اسلام قبول کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ جن کی ابتدائی آیتوں میں اللہ پاک نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔(المواہب اللدنیۃ، ہجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۱۳۸،۱۳۷ ملتقطاً)

قبائل میں تبلیغ اسلام

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ حج کے زمانے میں جب کہ دور دور کے عربی قبائل مکہ میں جمع ہوتے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام قبائل میں دورہ فرما کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

اعلانِ نبوت کے گیارہویں سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معمول کے مطابق حج میں آنے والے قبائل کو دعوت اسلام دینے کے لیے منیٰ کے میدان میں تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منیٰ میں عقبہ (یعنی گھاٹی) کے پاس جہاں آج "مسجد العقبہ" ہے تشریف فرما تھے کہ قبیلۂ خزرج کے چھ آدمی آپ ﷺ کے پاس آ گئے۔ آپ ﷺ قرآن کی چند آیتیں سنا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جس سے یہ لوگ بے حد متاثر ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر واپسی میں یہ کہنے لگے کہ یہودی جس نبی آخر الزمان کی خوشخبری دیتے رہے ہیں یقیناً وہ نبی یہی ہیں۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے

اسلام کی دعوت قبول کرلیں۔ یہ کہہ کر سب ایک ساتھ مسلمان ہوگئے اور مدینہ جاکر اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم، ج۲، ص۵۱۔۵۲ والمواہب اللدنیۃ، ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۱۴۱)

بعثت کے گیارہویں سال، ہجرت سے دوسال پہلے، 27 رَجَبُ المرجَّب، پیر شریف کی سُہانی اور نُور بھری وہ رات آئی جس میں اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کا معجزہ عطا فرمایا۔ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرتِ اُمِّ ہانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے گھر سے مسجدِ حرام، مسجدِ حرام سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان کی جانب لے گئے، پھر اللہ کے آخری نبی ﷺ وہاں سے لامکاں کی سیر کو تشریف لے گئے اور اللہ پاک کے دیدار سے مشرف ہوئے۔(فیضانِ معراج ص۱۱) معراج ہمارے نبی ﷺ کا دوسرا بڑا معجزہ ہے۔

بیعت عقبہ ثانیہ

اعلانِ نبوت کے تیرہویں سال میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً 72 اشخاص نے منٰی کی اسی گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اسلام کی حفاظت کے لیے اپنی جان قربان کردیں گے۔ اس بیعت کو بیعتِ عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔

ہجرت مدینہ

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ ہی میں مقیم رہے۔ جب کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر چکے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! ﷺ آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے جائیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ لوگ ہر روز صبح کو شہر سے نکل کر حَرَّہ میں جمع ہوتے انتظار کرتے کرتے جب دوپہر ہو جاتی تو واپس چلے جاتے۔ ایک دن انتظار کرکے گھروں میں واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے ایک قلعہ پر سے کسی مطلب کے لیے نظر دوڑائی، اسے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے ہمراہی سفید لباس پہنے ہوئے نظر آئے، وہ یہودی نہایت زور سے بے ساختہ پکار اٹھا: ''اے مَعْشَرِ عرب! لو تمہارا مقصد و مقصود جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ آ گیا۔''
یہ سن کر مسلمانوں نے فوراً ہتھیار لگا کر حَرَّۂِ قُبَاء کے عقب میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کیا اور اظہار مسرت کے لیے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کی آواز بنی عمرو بن عوف میں پہنچی۔ یہ قبیلہ موضع قُبَاء میں جو مدینہ سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے آباد تھا۔ اس خاندان کا سردار کلثوم بن ہِدْم اَنصاری اَوسی تھا۔ اس سے پہلے اکثر اکابر صحابہ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْھُم اسی کے ہاں اترتے تھے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بھی اسی کو شرفِ نزول بخشا۔(سیرتِ رسولِ عربی ص۱۰۵)

ہجرت کا پہلا سال

تعمیر مسجد قباء

قُباء میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نزول 12 ربیع الاوّل پیر کے دن ہوا۔ یہی تاریخ اسلامی کی ابتداء ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی شان میں یہ آیت وارِد ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ۔فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا۔وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (۱۰۸)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔(پ۱۱،التوبۃ:۱۰۸)

(سیرتِ رسولِ عربی ﷺ ص۱۰۶)

مسجدِ قباء میں نماز ادا کرنے کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مسجدِ قباء میں نماز پڑھنا عمرے کے برابر ہے۔"(ترمذی شریف،ج۱،ص۳۴۸)

مسجد الجمعہ

چودہ یا چوبیس روز کے قیام میں مسجد قباء کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دن آپ ﷺ

"قباء" سے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں قبیلۂ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پڑھا۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج تک "مسجد الجمعہ " کے نام سے مشہور ہے۔ (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۷۵)

شہر مدینہ قریب آگیا تو اہل مدینہ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور یہ استقبالیہ اشعار پڑھنے لگیں کہ

طَلَعَ　الْبَدْرُ　عَلَيْنَا　مِنْ　ثَنِيَّاتِ　الْوَدَاع

وَجَبَ　الشُّكْرُ　عَلَيْنَا　مَا　دَعا　لِلّٰهِ　دَاعِي

ترجمہ: ہم پر چاند طلوع ہو گیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک اللہ سے دعاء مانگنے والے دعا مانگتے رہیں۔

اَيُّهَا　الْمَبْعُوْثُ　فِيْنَا　جِئْتَ　بِالْاَمْرِ　الْمُطَاع

اَنْتَ　شَرَّفْتَ　الْمَدِيْنَةَ　مَرْحَبًا　يَاخَيْرَ　دَاعٍ

ترجمہ: اے وہ ذات گرامی! جو ہمارے اندر مبعوث کئے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ دین لائے جو اطاعت کے قابل ہے آپ نے مدینہ کو مشرف فرمادیا تو آپ ﷺ کے لیے "خوش آمدید" ہے اے بہترین دعوت دینے والے۔

مدینہ کی ننھی ننھی بچیاں جوشِ مسرت میں جھوم جھوم کر اور دف بجا بجا کر یہ گیت گاتی تھیں۔ (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۷۶۔۱۷۷)

ابو ایوب انصاری کا مکان

تمام قبائل انصار جو راستہ میں تھے انتہائی جوش مسرت کے ساتھ اونٹنی کی مہار تھام کر عرض کرتے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ ہمارے گھروں کو شرفِ نزول بخشیں مگر آپ ﷺ ان سب محبین سے یہی فرماتے کہ میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو جس جگہ خدا کو منظور ہوگا اسی جگہ میری اونٹنی بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ جس جگہ آج مسجد نبوی شریف ہے اس کے پاس حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا اُسی جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اجازت سے آپ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہی کے مکان پر قیام فرمایا۔ (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۷۷)

مسجد نبوی کی تعمیر

مدینہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان باجماعت نماز پڑھ سکیں اس لیے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیام گاہ کے قریب ہی "بنو النجار" کا ایک باغ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسجد تعمیر کرنے کے لیے اس باغ کو قیمت دے کر خریدنا چاہا۔ لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے آپ ﷺ نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۶۸، ۶۷)

پہلی ہجری کو عبد اللہ بن سلام جو کہ مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے دامنِ اسلام میں آ گئے اور ان کا مسلمان ہو جانا یہ اتنا اہم واقعہ تھا کہ مدینہ کے یہودیوں

میں کھلبلی مچ گئی۔(مدارج النبوت ،قسم سوم ، باب اول، ج۲،ص۶۶ملخصاًوالمستدرک للحاکم)

ایک ہجری کے واقعات میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بہت اہم ہے۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص۱۹۰)

پہلی ہجری ہی کو اذان کی ابتدا ہوئی اور اسی سال حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت (یعنی بھائی چارہ) قائم کرکے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔ جو کہ تاریخ کا ایک اہم اور مثالی باب ہے۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص۱۸۵۔۱۸۶)

ہجرت کا دوسرا سال

ایک ہجری کی طرح دوسری ہجری میں بھی بہت سے اہم واقعات وقوع پذیر ہوئے جن میں سے چند بڑے بڑے واقعات یہ ہیں:

قبلہ کی تبدیلی

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے ہجرت کے بعد حکم الٰہی کی وجہ سے بیت المقدس آپ ﷺ کا قبلہ مقرر ہوا، چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہود آپ ﷺ پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں اس لیے آپ ﷺ کی یہ آرزو رہی کہ ملتِ ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ مدتِ مذکورہ کے بعد اللہ پاک نے آپ ﷺ کی یہ آرزو پوری کر دی اور آیت نازل فرمائی:

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَیۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ (پ۲،البقرۃ:۱۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔

حضور انور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ ﷺ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کر لیا اور مقتدیوں نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا اسے "مسجدِقِبْلَتَیْن" کہتے ہیں۔(سیرتِ رسولِ عربی ﷺ ص ۱۲۰۔۱۲۱)

12 صفر 2 ہجری تواریخ اسلام میں وہ یادگار دن ہے جس میں اللہ پاک نے مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۱۹۷)

مسلمانوں کی کافروں کے ساتھ جو پہلی سب سے بڑی جنگ ہوئی اسے غزوۂ بدر کہتے ہیں۔ اللہ کے آخری نبی ﷺ 12 رمضان 2 ہجری کو بنا کسی خاص جنگی تیاری کے بدر کی جانب چل پڑے، جو جس حال میں تھا اسی حال میں روانہ ہو گیا، اس لشکر میں مسلمانوں کی تعداد 313 تھی، جن میں 60 مہاجر باقی انصار تھے، جبکہ کفارِ مکہ کی تعداد ایک ہزار سے زائد اور مکمل تیاری سے آئے تھے۔

17 رمضان 2 ہجری جمعہ کے دن حضور ﷺ نے مجاہدین کو صف بندی کا حکم دیا، اسی جنگ میں ابو جہل کو دو کم عمر صحابہ حضرتِ معاذ اور معوذ نے جہنم واصل کیا۔ اس

جنگ میں کفارِ مکہ کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور مسلمانوں کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔اس جنگ میں کل 14 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

فرشتوں کی فوج

جنگ بدر میں اللہ پاک نے مسلمانوں کی مدد کے لیے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتار دیا تھا۔ پہلے ایک ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار ہو گئے اس کے بعد پانچ ہزار ہو گئے۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، غزوۃ بدر الکبریٰ، ج۲، ص۲۸۶)

اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی قتل اور ستر آدمی گرفتار ہوئے۔ باقی اپنا سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے اس جنگ میں کفارِ مکہ کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ ان کی لشکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص۲۳۲)

2ھ کے متفرق واقعات

(1)۔۔۔اسی سال روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت کے احکام نازل ہوئے اور نماز کی طرح روزہ اور زکوٰۃ بھی مسلمانوں پر فرض ہو گئے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، تحویل القبلۃ...الخ، ج۲، ص۲۵۴، ۲۵۳)

(2)۔۔۔اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عید گاہ میں ادا فرمائی، اس سے قبل عید الفطر کی نماز نہیں ہوئی تھی۔

(3)۔۔۔صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم اسی سال جاری ہوا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، تحویل القبلۃ...الخ، ج۲، ص۲۵۴، ۲۵۳)

(4)۔۔۔اسی سال 10 ذوالحجہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقر عید کی نماز ادا

فرمائی اور نماز کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔

ہجرت کا تیسرا سال

جنگِ اُحد

تیسری ہجری کا سب سے بڑا واقعہ "جنگِ اُحد" ہے۔"احد" ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل دور ہے۔ چونکہ حق و باطل کا یہ عظیم معرکہ اسی پہاڑ کے دامن میں درپیش ہوا اسی لیے یہ لڑائی "غزوۂ اُحد" کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں اس لڑائی کے واقعات کا اللہ پاک نے تذکرہ فرمایا ہے۔

کفارِ مکہ جنگِ بدر سے جاتے ہی بدلہ لینے کے لیے اگلی جنگ کی تیاری شروع کر دی اور ہجرت کے تیسرے سال شوال کے مہینے میں یعنی جنگِ بدر کے ایک سال بعد پوری تیاری کے ساتھ مدینہ میں حملہ کرنے کے لیے آ پہنچے۔ حضور ﷺ ان کے مقابلے کے لیے فوج لے کر مدینہ سے باہر نکلے۔(آخری نبی کی پیاری سیرت ص ۸۰۔۸۱)

اسی جنگ میں حضور ﷺ کے مبارک دانتوں کے کچھ کنارے بھی شہید ہوئے اور نیچے کا مقدس ہونٹ بھی زخمی ہوا۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، اس جنگ میں 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنھم شہید ہوئے، 4 مہاجر اور 66 انصار۔ اسی جنگ میں حضور ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔(آخری نبی کی پیاری سیرت ص ۸۳)

ہجرت کا چوتھا سال

ہجرت کا چوتھا سال بھی کفار کے ساتھ چھوٹی بڑی لڑائیوں ہی میں گزرا۔ جنگِ بدر

کی فتح مبین سے مسلمانوں کا رعب تمام قبائل عرب پر بیٹھ گیا تھا اس لیے تمام قبیلے کچھ دنوں کے لیے خاموش بیٹھ گئے تھے لیکن جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے جانی نقصان کا چرچا ہو جانے سے دوبارہ تمام قبائل دفعتاً اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور مجبوراً مسلمانوں کو بھی اپنے دفاع کے لیے لڑائیوں میں حصہ لینا پڑا۔

نیز ہجرت کے چوتھے سال یہ دردناک واقعہ پیش آیا کہ قبیلہ عَضَل وَقَارَہ کے چند آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا ہے آپ ﷺ کچھ صحابہ کرام کو بھیج دیں جو انہیں اسلام سکھائیں۔ حضور ﷺ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ لیکن ان لوگوں نے دھوکے بازی کی اور ان میں سے 8 مسلمانوں کو شہید کر ڈالا جبکہ دو کو مکہ لے جا کر فروخت کر ڈالا۔

(آخری نبی کی پیاری سیرت ص ۸۳۔۸۴)

واقعہ بیر معونہ

ماہ صفر 4ھ میں "بیر معونہ" کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ جس میں کفار نے دھوکے سے ستر صحابہ کو شہید کر دیا۔ جب یہ تمام واقعہ اللہ کے آخری نبی ﷺ کو سنایا گیا تو آپ ﷺ کو شدید صدمہ ہوا۔ (آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۸۴۔۸۵)

ہجرت کا پانچواں سال

5ھ بھی کفر و اسلام کے بہت سے معرکوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔

(سیرتِ مصطفیٰ ﷺ ص ۳۰۴)

غزوہ ذات الرقاع

سب سے پہلے قبائل "انمار و ثعلبہ" نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اِس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار سو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا لشکر اپنے ساتھ لیا اور 10 محرم 5 ھ کو مدینہ سے روانہ ہو کر مقامِ "ذات الرقاع" تک تشریف لے گئے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا حال سن کر یہ کفار پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے اس لیے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۳۰۴۔۳۰۵)

غزوہ مُریسیع

غزوۂ مریسیع کا دوسرا نام "غزوہ بنی المُصْطَلَق" بھی ہے "مریسیع" ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے آٹھ منزل دور ہے۔ قبیلۂ خزاعہ کا ایک خاندان "بنو المصطلق" یہاں آباد تھا اور اس قبیلہ کا سردار حارث بن ضرار تھا اس نے بھی مدینہ پر فوج کشی کے لیے لشکر جمع کیا تھا، جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو 2 شعبان 5 ھ کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا کر لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ہاتھ آئیں۔ (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ المریسیع، ج۳، ص ۳۔۸ ملتقطاً)

جنگِ خندق

5 ھ کی تمام لڑائیوں میں جنگ خندق سب سے زیادہ مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہے چونکہ دشمنوں سے حفاظت کے لیے شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اس لیے یہ لڑائی

"جنگ خندق" کہلاتی ہے اور چونکہ تمام کفار عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یہ جنگ کی تھی اس لیے اس لڑائی کا دوسرا نام "جنگ احزاب" (تمام جماعتوں کی متحدہ جنگ) ہے، قرآن مجید میں اس لڑائی کا تذکرہ اسی نام کے ساتھ آیا ہے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ المریسیع، ج۳، ص۷ ملتقطاً)

5ھ کے متفرق واقعات

(1)۔۔۔اس سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(2)۔۔۔اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کر دیا گیا۔

(3)۔۔۔اسی سال حد قذف (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اور لعان و ظہار کے احکام نازل ہوئے۔

(4)۔۔۔اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

(55)۔۔۔اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔ (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۳۴۵)

ہجرت کا چھٹا سال

بیعۃ الرضوان و صلح حدیبیہ

ہجرت کے چھٹے سال کے تمام واقعات میں سب سے زیادہ اہم اور شاندار واقعہ "بیعۃ الرضوان" اور "صلح حدیبیہ" ہے۔

ذوالقعدہ 6ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودہ سو صحابۂ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن کفار مکہ نے تمام قبائل عرب کے کافروں کو

جمع کر کے یہ کہہ دیا کہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ کفار قریش نے اپنے تمام ہمنوا قبائل کو جمع کر کے ایک فوج تیار کرلی اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے مکہ سے باہر نکل کر مقامِ "بلدح" میں پڑاؤ ڈال دیا۔ جس راستے پر کافروں کی فوج تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس راستے سے ہٹ کر سفر شروع کر دیا اور مقام "حدیبیہ" میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں پانی کی بے حد کمی تھی۔ ایک ہی کنواں تھا۔ وہ چند گھنٹوں ہی میں خشک ہو گیا۔ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم پیاس سے بے تاب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بڑے پیالہ میں اپنا دست مبارک ڈال دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اسی حسین منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خشک کنویں میں اپنے وضو کا غسالہ اور اپنا ایک تیر ڈال دیا تو کنویں میں اس قدر پانی ابل پڑا کہ پورا لشکر اور تمام جانور اس کنویں سے کئی دنوں تک سیراب ہوتے رہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، الحدیث:۴۱۵۲، ۴۱۵۰، ج۳، ص۶۹، ۶۸ ملخصًا)

مقام حدیبیہ میں پہنچ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ کفار قریش کا ایک عظیم لشکر جنگ کے لیے آمادہ ہے اور ادھر یہ حال ہے کہ سب لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں اس حالت میں جوئیں بھی نہیں مار سکتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مناسب

سمجھا کہ کفار مکہ سے مصالحت کر لی جائے، بہرِ حال کفارِ مکہ نے چند شرائط پر صلح کر لی ان شرائط میں سے یہ بھی تھیں کہ

(1)۔۔۔ مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔

(2)۔۔۔ آئندہ سال عمرہ کے لیے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔

(3)۔۔۔ تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں۔ تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔ (سیرتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص ۳۵۵)

سلاطین کے نام دعوت اسلام

6ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد جب جنگ و جدال کے خطرات ٹل گئے اور ہر طرف امن و سکون کی فضا پیدا ہو گئی تو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا دائرہ صرف خطۂ عرب ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ "قیصر" فارس کے بادشاہ "کسریٰ" حبشہ کے بادشاہ "نجاشی" مصر کے بادشاہ "عزیز" اور دوسرے سلاطین عرب و عجم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔ (سیرتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص ۳۶۴)

ہجرت کا ساتواں سال

مسلمان خیبر چلے

ہجرت کے ساتویں سال جب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی قبیلۂ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لیے سولہ سو صحابۂ کرام کا لشکر ساتھ لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر روانہ ہوئے۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ خیبر، ج۳، ص۲۵۵، ۲۴۵ ملتقطاً)

یہودیوں کے پاس تقریباً 20,000 فوج تھی جو مختلف قلعوں کی حفاظت کے لیے مورچہ بندی کئے ہوئے تھی۔ بالآخر اللہ پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمادیا۔

خیبر ہی میں ایک یہودی عورت نے حضور ﷺ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھلایا۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۳۹۳)

عمرۃ القضاء

چونکہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ آئندہ سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ آکر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن مکہ میں ٹھہریں گے۔ اس شرط کے مطابق ماہ ذوالقعدہ 7 ہجری میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ روانہ ہونے کا عزم فرمایا اور اعلان کرادیا کہ جو لوگ گزشتہ سال حدیبیہ میں شریک تھے وہ سب میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ سوائے ان لوگوں کے جو جنگ خیبر میں شہید یا وفات پا چکے

تھے سب نے یہ سعادت حاصل کی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ 60 اونٹ قربانی کے لیے ساتھ تھے۔ اپنے ساتھ ایک تلوار کے سوا کوئی ہتھیار نہیں رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے مجمع کے ساتھ "لبیک" پڑھتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے، صفا مروہ کی سعی فرمائی اور قربانی کے جانور ذبح فرمائے۔ تین دن تک آپ ﷺ مکہ شریف میں تشریف فرما رہے، اس کے بعد واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۳۹۷-۳۹۸)

ہجرت کا آٹھواں سال

ہجرت کا آٹھواں سال بھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس حیات کے بڑے بڑے واقعات پر مشتمل ہے۔

جنگ موتہ

"موتہ" ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں 8ھ میں کفر و اسلام کا وہ عظیم الشان معرکہ ہوا جس میں ایک لاکھ لشکر کفار سے صرف 3,000 جاں نثار مسلمانوں نے اپنی جان پر کھیل کر ایسی معرکہ آرائی کی کہ یہ لڑائی تاریخ اسلام میں ایک تاریخی یادگار بن کر قیامت تک باقی رہے گی اور اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بڑی بڑی اولوالعزم ہستیاں شرف شہادت سے سرفراز ہوئیں۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ موتۃ، ج۳، ص ۳۳۹-۳۴۱، ۳۴۴)

فتح مکہ

حدیبیہ میں ہونے والی صلح کے مطابق مسلمانوں اور کفارِ قریش کے درمیان 10

سال تک جنگ بندی کا معاہدہ ہوا تھا لیکن کفارِ مکہ معاہدہ کی پاسداری نہ کر سکیں اور معاہدہ کے ختم ہونے کا خود ہی اعلان کر دیا۔ تبھی اللہ کے آخری نبی ﷺ نے بڑی رازداری اور خاموشی سے جنگ کی تیاری فرمائی، مقصد یہ تھا کہ اہلِ مکہ کو خبر نہ ہونے پائے اور بے خبری میں ان پر حملہ کیا جائے۔(آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۱۰۳)

غرض 10 رمضان 8ھ کو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ سے 10,000 کا لشکرِ پر انوار ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ 12,000 کا لشکر تھا ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مدینہ سے روانگی کے وقت دس ہزار کا لشکر رہا ہو۔ پھر راستہ میں بعض قبائل اس لشکر میں شامل ہو گئے ہوں تو مکہ پہنچ کر اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی ہو۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۴۲۱)

مکہ میں داخلے سے پہلے اللہ کے آخری نبی ﷺ نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا، ایک حصے میں آپ ﷺ خود موجود تھے جبکہ دوسرا حصہ خالد بن ولید کی سربراہی میں دے کر دوسرے راستے سے مکہ میں داخلے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اور مکہ شریف کی سرزمین پر پہنچتے ہی آپ ﷺ نے جو پہلا فرمان جاری کیا وہ یہ تھا:

جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے۔

جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کے لیے امان ہے۔

جو کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے۔

جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لیے امان ہے۔

آپ ﷺ کے اس اعلانِ رحمت سے ہر طرف امن و امان کی فضا پیدا ہو گئی مگر قریش کے بعض افراد نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 3 مسلمان شہید ہوئے اور کم و بیش 12 کافر بھی قتل ہوئے۔ (آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۱۰۴۔۱۰۵)

شہنشاہِ رسالت ﷺ کا دربارِ عام

اس کے بعد تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہنشاہ اسلام کی حیثیت سے حرم الٰہی میں سب سے پہلا دربارِ عام منعقد فرمایا جس میں افواج اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین کے خواص و عوام کا ایک زبردست ازدحام تھا۔ اس شہنشاہی خطبہ میں آپ ﷺ نے صرف اہل مکہ ہی سے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم سے خطابِ عام فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ

"ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مدد کی اور کفار کے تمام لشکروں کو تنہا شکست دے دیا، تمام فخر کی باتیں، تمام پرانے خونوں کا بدلہ، تمام پرانے خون بہا، اور جاہلیت کی رسمیں سب میرے پیروں کے نیچے ہیں۔ صرف کعبہ کی تولیت اور حجاج کو پانی پلانا، یہ دو اعزاز اس سے مستثنٰی ہیں۔ اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور خاندانوں کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں۔" (سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۴۳۷)

جنگِ حنین

"حنین"مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ تاریخ اسلام میں اس جنگ کا دوسرا نام "غزوہ ہوازن" بھی ہے۔ اس لیے کہ اس لڑائی میں "بنی ہوازن" سے مقابلہ تھا۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۴۵۳۔۴۵۵)

شروع میں اسلامی لشکر کے اندر افراتفری مچ گئی، مگر بالآخر مسلمان غالب ہوئے۔
اس غزوے میں ہزاروں قیدی اور ڈھیروں ڈھیر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔
(آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۱۰۷)

اس کے بعد اللہ کے آخری نبی ﷺ طائف کی طرف روانہ ہوئے، طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا، محاصرہ دو ہفتے سے زائد جاری رہا مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا لہٰذا آپ ﷺ نے محاصرہ ختم کرنے کا حکم دیا اور ان کے حق میں دعائے ہدایت فرمائی جس کے نتیجے میں 9 ہجری میں طائف کے لوگ مسلمان ہوگئے۔(آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۱۰۷)

عمرہ جعرانہ

اس کے بعد نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعرانہ ہی سے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور احرام باندھ کر مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر مدینہ واپس تشریف لے گئے اور ذوالقعدہ 8ھ کو مدینہ میں داخل ہوئے۔(الکامل فی التاریخ، ذکر قسمۃ غنائم حنین، ج ۲، ص ۱۴۴، ملخصًا)

8ھ کے متفرق واقعات

(1)۔۔۔اسی سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے پیدا ہوئے۔

(2)۔۔۔اسی سال حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا نے وفات پائی۔(سیرتِ مصطفی ﷺ ص ۴۷۰)

ہجرت کا نواں سال

ہجرت کا نواں سال بہت سے واقعاتِ عجیبہ سے لبریز ہے۔ لیکن چند واقعات بہت ہی اہم ہیں جن کو مؤرخین نے بہت ہی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

عاملوں کا تقرر

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے 9ھ محرم کے مہینے میں زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لیے عاملوں اور محصّلوں کو مختلف قبائل میں روانہ فرمایا۔

ہجرت کے نویں سال ماہِ رجب میں غزوۂ تبوک کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ اور شام کے درمیان ایک جگہ ہے جس کا نام تبوک ہے۔ اسے جَیْشُ الْعُسْرَۃ(یعنی تنگ دستی کا لشکر) بھی کہا جاتا ہے۔(آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص ۱۰۷۔۱۰۸)

یہ وہی غزوہ ہے جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا سارا مال اور گھر کا تمام اثاثہ یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی لا کر بارگاہ نبوت میں پیش کر دیئے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا آدھا مال اس چندہ میں دے دیا۔ جبکہ حضرتِ عثمانِ غنی اور حضرتِ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما نے خصوصی تعاون فرمایا۔ پس اللہ کے آخری نبی ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک روانہ ہوئے۔ تبوک پہنچ کر جب لشکر نے پڑاؤ ڈالا تو اسلامی لشکر کی شان و شوکت دیکھ کر رومی لشکر اپنے گھروں سے باہر نہ نکلا۔ اللہ

کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 20 دن تک تبوک میں قیام فرما کر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔
(آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری سیرت ص۱۰۹)

صدیق اکبر امیر الحج

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذوالقعدہ 9 ہجری میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینۂ منورہ سے حج کے لیے مکۂ مکرمہ بھیجا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "امیر الحج" اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "نقیبِ اسلام" اور حضرت سعد بن ابی و قاص و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلم بنادیا اور اپنی طرف سے قربانی کے لیے 20 اونٹ بھی بھیجے۔ (سیرتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۵۰۳)

9 ہجری کو وفود کا سال بھی کہا جاتا ہے یعنی کچھ لوگ اپنے اپنے قبیلوں کے نمائندے بن کر مدینہ شریف آتے اور اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے دعوتِ اسلام کا پیغام سن کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے۔ ایک قول کے مطابق اس سال تقریباً 60 وفود مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ (آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری سیرت ص۱۱۱)

ہجرت کا دسواں سال

حجۃ الوداع

دس ہجری کے تمام واقعات میں سب سے زیادہ شاندار اور اہم ترین واقعہ "حجۃ الوداع" ہے۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج تھا۔ ذوالقعدہ 10ھ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کے لیے روانگی کا اعلان فرمایا۔ یہ خبر بجلی کی طرح سارے عرب میں ہر طرف پھیل گئی اور تمام عرب شرفِ ہم

رکابی کے لیے اُمنڈ پڑا۔ بیہقی کی روایت ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایتوں میں ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، النوع السادس فی ذکر حجہ وعمرہ، ج۱۱، ص۳۲۹۔۳۳۱ وحجۃ الوداع، ج۴، ص۱۴۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات پہنچ کر ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی "قصواء" پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے بہت سے ضروری احکامِ اسلام کا اعلان فرمایا اور زمانہ جاہلیت کی تمام برائیوں اور بیہودہ رسموں کو آپ ﷺ نے مٹاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِالْجَاھِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ۔ سن لو! جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، النوع السادس فی ذکر حجہ وعمرہ، ج۱۱، ص۳۸۴، ۳۹۳۔۳۹۵، ۳۹۷ ملتقطاً)

اسی طرح زمانہ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں اونچ نیچ وغیرہ تصورات جاہلیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے اور مساوات اسلام کا عَلَم بلند فرماتے ہوئے تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ: اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (یعنی آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، الحدیث:۲۳۵۴۸، ج۹، ص۱۲۷)

اسی طرح تمام دنیا میں امن و امان قائم فرمانے کے لیے امن و سلامتی کے شہنشاہ

تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خدائی فرمان جاری فرمایا کہ

فَاِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ

ترجمہ: تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینہ، تمہارا یہ شہر محترم ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، الحدیث:۱۷۴۱، ج۱، ص۵۷۷ ملتقطاً)

اپنا خطبہ ختم فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سامعین سے فرمایا کہ وَاَنْتُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ تم سے اللہ پاک کے یہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا جواب دوگے؟ تمام سامعین نے کہا کہ ہم لوگ خدا سے کہہ دیں گے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خدا کا پیغام پہنچادیا اور رسالت کا حق ادا کردیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

(سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، الحدیث:۱۹۰۵، ج۲، ص۲۶۹ ملتقطاً)

عین اسی حالت میں جب کہ خطبہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا فرض رسالت ادا فرما رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

(پ۶، المائدۃ:۳)(مدارج النبوت، قسم سوم، باب دہم، ج۲، ص۳۹۴)

موئے مبارک

قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنۃ... الخ، الحدیث:۱۳۰۵، ص۶۷۸)

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور طوافِ زیارت فرمایا۔

ہجرت کا گیارھواں سال

ہجرت کے گیارہویں سال 20 یا 22 صفر کو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنت البقیع آدھی رات کو تشریف لے گئے، وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج مبارک ناساز ہو گیا۔ کچھ دن تک علالت بہت بڑھ گئی۔ آپ ﷺ تمام ازواج مطہرات کی اجازت سے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما ہوئے۔ جب کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے مصلی پر نماز پڑھائیں۔ چنانچہ 17 نمازیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائیں۔

پیر کے دن، ربیع الاول کے مہینے میں آپ نے رحلت فرمائی۔ مشہور قول کے مطابق 12 ربیع الاول ہجرت کے گیارہویں سال آپ نے ظاہری طور پر اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصالِ ظاہری سے صحابۂ کرام کو بڑا صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق آپ ﷺ کے اہلِ بیت و اہلِ خاندان نے آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کی خدمت انجام دی۔ آپ ﷺ کا جنازہ مبارکہ حجرہ شریف کے اندر ہی رہا۔ حضرت عباس

رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا کرنے کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ جب اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وصال فرما گئے تو مرد داخل ہوئے اور انہوں نے بغیر امام کے انفرادی طور پر صلوۃ و سلام پڑھا، پھر عورتیں داخل ہوئیں تو انہوں نے بھی آپ ﷺ پر صلوۃ و سلام پڑھا۔ پھر بچے گئے انہوں نے بھی ایسے ہی کیا۔ پھر غلام گئے انہوں نے بھی آپ ﷺ پر صلوۃ و سلام پڑھا۔ کسی نے بھی آپ پر امامت نہ کروائی۔ شروع میں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اختلاف ہوا کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟ اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو۔ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے اسی جگہ (یعنی حجرۂ عائشہ) میں آپ ﷺ کی قبر تیار کی اور آپ ﷺ اسی میں مدفون ہوئے۔ حضرت ابو طلحہ انصاری نے بغلی قبر شریف تیار کی، حضرت علی، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین نے جسم اقدس کو قبر منور میں اتارا۔ (آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت ص۱۱۸۔۱۱۹)

وفات کا اثر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کتنا بڑا صدمہ پہنچا؟ اور اہل مدینہ کا کیا حال ہو گیا؟ اس کی تصویر کشی کے لیے کافی وقت چاہیئے۔ وہ شمع نبوت کے پروانے جو چند دنوں تک جمال نبوت کا دیدار نہ کرتے تو ان کے دل بے قرار اور ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان

عاشقانِ رسول پر جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائمی فراق کا کتنا روح فرسا اور کس قدر جانکاہ صدمۂ عظیم ہوا ہو گا؟

جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلامبالغہ ہوش و حواس کھو بیٹھے، ان کی عقلیں گم ہو گئیں، آوازیں بند ہو گئیں اور وہ اس قدر مخبوط الحواس ہو گئے کہ ان کے لیے یہ سوچنا بھی مشکل ہو گیا کہ کیا کہیں؟ اور کیا کریں؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا سکتہ طاری ہو گیا کہ وہ اِدھر اُدھر بھاگے بھاگے پھرتے تھے مگر کسی سے نہ کچھ کہتے تھے نہ کسی کی کچھ سنتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنج و ملال میں نڈھال ہو کر اس طرح بیٹھ رہے کہ ان میں اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی سکت ہی نہیں رہی۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر ایسا دھچکا لگا کہ وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور ان کا انتقال ہو گیا۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، الفصل الاول فی اتمامہ...الخ، ج۱۲، ص۱۴۳، ۱۴۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ہوش و حواس کھو بیٹھے کہ انہوں نے تلوار کھینچ لی اور ننگی تلوار لے کر مدینہ کی گلیوں میں اِدھر اُدھر آتے جاتے تھے اور یہ کہتے پھرتے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں اِس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب دوم، ج۲، ص۴۳۲ ملخصاً)

نبی ﷺ کا حلیہ مبارک

اے عاشقانِ رسول! یہ ہے اللہ کے آخری نبی ﷺ کی مختصر سیرتِ پاک اب آپ کے سامنے اللہ کے آخری نبی ﷺ کا حلیہ مبارک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا

ہوں لہذا انہایت توجہ کے ساتھ پڑھیئے اور اپنے دل و دماغ میں بسایئے چنانچہ:

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے "مکتبۃ المدینہ" کی مطبوعہ "آخری نبی ﷺ کی پیاری سیرت" میں مصطفی ﷺ کا حلیہ مبارک کچھ یوں بیان ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جسم اطہر بہت نرم و نازک تھا، میں نے ریشمی کپڑے کو بھی آپ ﷺ کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ سورج، چاند یا کسی بھی روشنی میں سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔

آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ جب الگ ہوتے تو درازی مائل درمیانہ قد والے ہوتے اور جب اوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے۔

آپ ﷺ کا سر انور بڑا تھا، مبارک زلفیں ہلکی گھنگریالی تھیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک جمالِ الٰہی کا آئینہ تھا، یوں چمکتا جیسے چودھویں کا چاند، حضرت انس رضی وللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے آخری نبی علیہ الصلوۃ و السلام کے چہرہ مبارک کا رنگ نہ تو چونے کی طرح بالکل سفید تھا نہ ہی گندمی، بلکہ آپ ﷺ سرخ و سفید اور چمکدار چہرے کے مالک

تھے۔ آپ ﷺ کے مبارک اَبرُو دراز اور باریک، دونوں ایسے تھیں کہ دور سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ان کے درمیان میں رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی۔

مبارک آنکھیں بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سرمگیں تھیں۔ آنکھوں کا معجزہ تھا کہ جس طرح آپ ﷺ سامنے والی چیزوں کو دیکھ لیا کرتے ایسے ہی اپنے سے پیچھے کی چیزیں بھی دیکھ لیا کرتے۔ آنکھوں کی طرح مبارک کان بھی معجزانہ شان والے تھے، آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔

آپ ﷺ کی پیشانی مبارک روشن اور کشادہ تھی۔ آپ ﷺ کے مبارک رخسار نرم و نازک اور ہموار تھے، دندان اقدس کشادہ اور روشن تھے، جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو دونوں اگلے دانتوں کے درمیان سے نور نکلتا تھا، جب آپ ﷺ اندھیرے میں مسکرا دیتے تو ہر طرف روشنی ہو جاتی۔

آپ ﷺ کی مبارک زبان وحیٔ الٰہی کی ترجمان اور فصاحت و بلاغت میں عالیشان، بڑے بڑے فصحا آپ ﷺ کا کلام سنتے تو دنگ رہ جاتے۔ آپ کی مبارک آواز بہت خوبصورت، اس کا کمال تھا کہ خطبوں میں دور اور نزدیک والے سب یکساں (یعنی برابر) اپنی اپنی جگہ پر آپ ﷺ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ بہت نرم و نازک اور گوشت سے بھرے ہوئے، جس شخص سے آپ مصافحہ فرماتے وہ دن بھر ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدم چوڑے اور گوشت سے بھرے ہوئے، پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا حال یہ تھا کہ پانی نہیں ٹھہر تا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چلنے میں بڑے وقار سے قدم شریف کو زمین پر رکھتے، جب چلتے تو یوں لگتا جیسے اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں، ہر قدم جما کر رکھتے۔ (آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری سیرت ص ۱۲۱۔۱۲۳)

تو شاہِ خوباں تو جانِ جاناں ہے چہرہ ام الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی مثال تیری جواب تیرا

کٓ گیسو ہٰ دَہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ
کٓھٰیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نور کا

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت کو یاد رکھنے، اس پر عمل کرنے، اور اس کی برکتوں سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ سچا عاشقِ رسول بنائے۔ دین میں استقامت عطا فرمائے۔ دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ ہم سب کی بے حساب مغفرت عطا فرمائے۔ اور میلاد کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین

صلاۃ وسلام

تاجدارِ حرم اے شہَنشاہِ دیں
تم پہ ہر دم کروڑوں دُرُود و سلام

دُور رہ کر نہ دم ٹوٹ جائے کہیں
کاش! طیبہ میں اے میرے ماہِ مُبیں
دَفن ہونے کو مل جائے دو گز زمیں
تم پہ ہر دم کروڑوں دُرُود و سلام

کوئی حُسنِ عمل پاس میرے نہیں
پھنس نہ جاؤں قِیامت میں مولا کہیں
اے شفیعِ اُمَم لاج رکھنا تمھیں
تم پہ ہر دم کروڑوں دُرُود و سلام

فکرِ اُمّت میں راتوں کو روتے رہے
عاصِیوں کے گناہوں کو دھوتے رہے
تم پہ قربان جاؤں مِرے مَہ جَبیں!
تم پہ ہر دم کروڑوں دُرُود و سلام

اب بلا لو مدینے میں عطّاؔر کو
اپنے قدموں میں رکھ لو گنہگار کو
کوئی اس کے سوا آرزو ہی نہیں
تم پہ ہر دم کروڑوں دُرُود و سلام

فاتحہ خوانی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فاتحہ کا طریقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۳﴾

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۵﴾

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

ایک بار:

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۔ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ۔ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ۔

وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۔ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ ۔

وَ لَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۔ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾ (پ۳، البقرۃ:۲۵۵)

تین بار:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

دعا

یَا اللہ پاک! محفلِ میلاد میں جو کچھ پڑھا گیا، قرآنِ پاک کی آیتیں، نعتِ پاک، نبی ﷺ کی سیرت، صلاۃ و سلام اور جو کچھ شیرینی وغیرہ حاضر ہے اس کا ثواب ہمارے ناقص عمل کے لائق نہیں بلکہ اپنے کرم کے شایانِ شان عطا فرما۔ اور اسے ہماری جانب سے اپنے

پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں نَذر پہنچا۔ اور بوسیلہ رحمۃ للعالمین ﷺ، جملہ انبیاء و مرسلین۔ خلفائے راشدین۔ امّہات المؤمنین۔ تمام صحابہ و تابعین۔ و تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین۔ علمائے کاملین۔ مشائخِ عاملین۔ تمام مفسرین۔ محدثین۔ جملہ بزرگانِ دین۔ کل مؤمنات و مؤمنین۔ مسلمات و مسلمین۔ خصوصاً بالخصوص ابراہیم خلیل اللہ۔ و اسماعیل ذبیح اللہ ۔والدَیْنِ مصطفٰے۔ شہیدانِ و اسیرانِ کربلا۔ جمیع اہلِ بیتِ اطہار۔ امامِ اعظم۔ غوثِ اعظم۔ محدثِ اعظم۔ مفتیِ اعظم، غریب نواز۔ اعلیٰ حضرت۔ صدرِ شریعت، حافظِ ملّت۔ قطبِ مدینہ۔ صدرُ الافاضل۔ امامِ غزالی۔ مفتی احمد یار خان۔ مفتیِ دعوتِ اسلامی۔ حاجی مشتاق۔ حاجی زمزم رضا۔ تمام مبلغات و مبلغین و مرحومین کو عطا فرما۔ سلسلۂ قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ اور جملہ سلاسل کے مشائخ و خلفاء، مریدین و متعلقین و محبین کو عطا فرما۔

اے اللہ پاک! ہم سب کے جائز رزق میں۔ کاروبار میں۔ اولاد میں۔ گھر بار میں خیر و برکت نازل فرما۔ ہر قسم کی بلاؤں۔ پریشانیوں۔ مصیبتوں۔ آزمائشوں۔ جادوٹونوں سے ہم سب کو۔ ہمارے گھر بار کو۔ محفوظ فرما۔ اپنا فضل و کرم ہم سب کے شاملِ حال فرما۔ تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما۔ اسلام کا بول بالا کر اور دشمنانِ اسلام کا منہ کالا کر۔ ہمیں سچا عاشقِ رسول بنا، ایمان کی زندگی اور ایمان پر خاتمہ عطا فرما۔ عافیتیں، رحمتیں، سعادتیں، برکتیں عطا فرما۔ دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرما۔

آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کہتے رہتے ہیں دعا کے واسطے بندے تیرے
کر دے پوری آرزو ہر بے کس و مجبور کی

جب ہو دم واپسی اے اللہ!
سامنے ہو گنبدِ رَسُوْلُ اللہ
اور لب پے ہو جاری
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ

نوٹ: اب شرینی وغیرہ تقسیم کر کے عاشقانِ رسول سے سلام و مصافحہ کیجیے۔

مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1)۔۔۔مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام "ما فعل اللہ بک" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ (یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کر کے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ ﷺ پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں
☆...میری سنت سے جس نے محبت کی
☆...میری سنت میں جس کا سکون ہو

☆... میری امت کا سلام
☆... میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆... میری امت کے لئے امان ہیں
☆... میری امت کی گوشہ نشینی
☆... پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب: کیا حال ہے
☆... دوسرا باب: صبح کس حال میں کی
☆... تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟
☆... چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... موت کے وقت
☆... موت کا وقت
☆... نزع کا عالم
☆... نزع کے عالم
☆... وصال کا وقت
☆... وصال کے وقت
☆... وفات کا وقت
☆... وفات کے وقت
☆... انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)۔۔۔عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... حکمت کیا ہے

☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے

☆ اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے ؟...

☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں

☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں

☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے ؟

☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں

☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)۔۔۔پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟

☆... نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت

☆... نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت

☆... نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت

☆... نماز کی برکات

☆... پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت

☆... انسانی زندگی کی پانچ حالت

☆... سورج کی پانچ حالت

☆... نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں

☆... قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت

☆... کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت

☆... نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں

☆... احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت

☆... پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت

☆... فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت

☆... اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سورت کا مقامِ نزول

☆... آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

☆...سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ

☆...سورت کے فضائل

☆...سورت کے مضامین

☆... پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت

☆...اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟☆...سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟

☆...سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟ ☆...سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟

☆...سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟ ☆...سب سے پہلے "اَمَّا بَعْدُ" کس نے کہا؟

☆...سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟☆...سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟

☆...سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟☆...سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆راہب کے ۶۲ سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)۔۔۔قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں ”اس عورت کو طلاق دے دو“ آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات وجوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں ☆...پانچ لرزہ خیز واردات

☆...بیٹیوں کے فضائل ☆...سائنس کیا کہتی ہے؟

☆...دلچسپ سوالات وجوابات ☆...عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟

☆...بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟ ☆...بچے کی پیدائش کا مرحلہ

☆...بے اولادی کے 4روحانی علاج ☆...اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)۔۔۔نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے! ☆...حصولِ علم کے ذرائع ☆...چندے کے مسائل

☆...شرائطِ نماز ☆...فرائضِ نماز ☆...واجبات نماز

☆...مفسداتِ نماز ☆...مکروہاتِ نماز ☆...مسائلِ سجدۂ سہو

☆...امامت کی شرائط ☆...اقتداء کی شرائط ☆...مسائلِ نمازِ جمعہ

☆...مسائلِ نمازِ عیدین ☆...مسائلِ معذورِ شرعی ☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆...مسائلِ شرعی مسافر ☆...مسائلِ نمازِ جنازہ ☆...مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆...مسائلِ اذان واقامت ☆...مسائلِ لقمہ ☆...چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)...خطباتِ مصطفائی وخطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی وتبلیغی خطبات کا ایک منفرد ومقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب ﷺ	1	محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی ﷺ
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حِسّی اور نورِ معنوی	5	اعلی حضرت کا عشق رسول ﷺ
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی ومرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(12)...خطباتِ مصطفائی وخطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی وتبلیغی خطبات کا ایک منفرد ومقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی ﷺ
8	منی سے کربلا تک	8	مصطفی ﷺ دنیا کی جان ہیں

9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہلِ تقویٰ اور جنت	10	ماں باپ کے حقوق
11	فلسفۂ رمضان	11	اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورۂ بلد	12	تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(13)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
13	اثبات وجودِ باری تعالیٰ	13	حدیث کی اہمیت
14	نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان
15	اسلام میں احترام آدمیت	15	سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آ گئے
16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا
17	مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
18	تفسیر سورۂ مائدہ	18	تفسیر سورۂ ملک، موت و حیات

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(14)۔۔۔تدریس کے 26طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام ''تدریس کے 26 طریقے'' اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...تدریس کے نکات
☆...تدریس کے ۲۶طریقے
☆...درجے کی ترقی کے فارمولے
☆... طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان
☆...انوکھی باتیں
☆...انوکھے سوالات
☆...انوکھی حکایات
☆...انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)۔۔۔رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆...**پہلا باب:**63انوکھی معلومات
☆...**دوسرا باب:**63انوکھے سوالات
☆...**تیسرا باب:**63انوکھے چٹکلے
☆...**چوتھا باب:**63انوکھی پہیلیاں
☆...**پانچواں باب:**63 انوکھی حکمتیں
☆...**چھٹا باب:**63انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)---تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت بننے کی ایک رہنما کتاب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات

☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ

☆... ادارے قائم کرنے کے ۷ فامولے ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ

☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)---فیضانِ قرآن کورس

90 دن میں صرف 30 منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد ☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

☆... مدنی قاعدہ کے 22 اسباق ☆... 22 کاموں کی سنتیں اور آداب

☆... 23 دعائیں ☆... 10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق

☆...اذکارِ نماز کا حفظ و مشق
☆...5 کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)---فیضانِ شریعت کورس

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆...فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆...عقائد کے 19 بیانات
دوسرا باب ☆...عبادات کے 19 بیانات

تیسرا باب ☆...معاملات کے 19 بیانات
چوتھا باب ☆...مُنْجِیات کے 19 بیانات

پانچواں باب ☆...مُھْلِکات کے 19 بیانات
چھٹا باب ☆...سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...کتاب العقائد
☆...تہتر فرقوں کا بیان
☆...کتاب الطہارۃ

☆...کتاب الصلوۃ
☆...کتاب الجنائز
☆...کتاب الصوم

☆...کتاب الزکوۃ
☆...کتاب الحج
☆...کتاب النکاح

☆... کتاب الطلاق ☆... کتاب الاضحیہ ☆... کتاب القسم

☆... کتاب الحدود ☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆... دین اسلام کی خوبیاں
2☆... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
3☆... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
4☆... حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
5☆... حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
6☆... حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
7☆... حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ
8☆... حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
9☆... حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ
10☆... حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
11☆... شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
12☆... یزید اور یزیدیوں کا انجام
13☆... دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل
☆... سنتیں اور آداب
☆... انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆... اجتماعِ پاک کی دعائیں
☆... فیضانِ تجوید کے اسباق
☆... امام کے ۳۰ مدنی پھول

☆...اذکارِ نماز
☆...درودِ تاج
☆...بیاناتِ عصر
☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)---اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟
☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال
☆...اولیاء کے مزاروں کا حال
☆...تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
☆...اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں
☆...فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے
☆...اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے
☆...اولیاء پر رب نوازشات
☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
☆...اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے
☆...بارگاہِ مصطفی ﷺ سے مشین عطا ہوئی
☆...اعلی حضرت کے سونے کا منفرد انداز
☆...اعلی حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل
☆...ہر وقت نبی ﷺ کی ثنا
☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز
☆...تعارفِ اعلی حضرت
☆...منقبتِ اعلی حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---آسان حنفی نماز

ہندی میں مقتدی کو اقتداء سے لے کر امامت کے مسائل پر مشتمل ایک انوکھی کتاب ہے۔

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(24)---محمد اور احمد کے راز

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ کے 1500 سالہ جشنِ ولادت کے

موقع پر "محمد" اور "احمد" نام کی لاجواب تشریح پر مشتمل عاشقانِ رسول کے لیے ایک منفرد تحفہ بنام

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اللہ پاک کے 3000 نام
☆...حضور ﷺ کے 1400 نام
☆...محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
☆...احمد کے الف کی حکمت
☆...محمد کے میم کی حکمت
☆...اسمِ محمد اسم اللہ کا مظہر
☆...چار حرف لانے کی حکمت
☆...نبی کے نام میں کوئی نقطہ نہ ہونے کی حکمت
☆...زیر کی حرکت نہ ہونے کی حکمت
☆...مشدد حرف لانے کی حکمت
☆...مشدد حرف کو دوبار پڑھنے کی حکمت
☆...حرفِ میم کو ہی مشدد لانے کی حکمت
☆...اللہ کہنے میں ہونٹ نہ ملنے کی حکمت
☆...محمد کہنے میں ہونٹ ملنے کی حکمت
☆...محمد کہنے میں دوبار ہونٹھ ملنے کی حکمت
☆...ساری کائنات کی کنجی نامِ محمد
☆...9 کی چار عجیب باتیں
☆...صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆...افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆...ہر چیز میں محمد ﷺ کا نام کیسے ہے؟
☆...خصائصِ مصطفی ﷺ کتنے ہیں؟
☆...احمد نام رکھنے کی حکمت
☆...محمد نام رکھنے کی حکمت
☆...آسمان میں احمد، زمین میں محمد نام رکھنے کی حکمت
☆...محمد اور احمد کے عدد کی حکمت
☆...محمد کے ہر حرف کی جدا حکمتیں
☆...محمد میں دو میم لانے کی حکمت
☆...محمد ﷺ کے دنیا کی جان ہونے کی حکمت
☆...شانِ کا بیان قرآن وحدیث کی روشنی میں
☆...میلاد نامہ
☆...کلام و سلام

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(25)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)
اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات
☆۔۔۔انفال کا معنی
☆۔۔۔چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت
☆۔۔۔حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے
☆۔۔۔شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان
☆۔۔۔ذوالقرنین کے تین سفر
☆۔۔۔جوئے کے دنیوی نقصانات
☆۔۔۔سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟
☆۔۔۔حَیض کی حکمت
☆۔۔۔اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل
☆۔۔۔بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم
☆۔۔۔شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث
☆۔۔۔نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)۔۔۔درود کی حکمتیں

13 درودِ پاک کی فضیلت پر حکمت بھرے نکات پر ایک دلچسپ کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔ماضی، حال مستقبل سب درست
☆۔۔۔دعا کی قبولیت کا نسخہ
☆۔۔۔قیامت کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب
☆۔۔۔زمین والوں کے مثل نیکی
☆۔۔۔درود شریف قیامت کے دن نور ہو گا
☆۔۔۔سو حاجتیں پوری ہونے کا عمل

☆...مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
☆...دعا کی قبولیت کا عمل
☆...رحمت و مغفرت کا بارشیں ہوتی رہیں
☆...درود اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے
☆...مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا عمل
☆...درود نہ پڑھنے کے نقصانات
☆...جب تک درود لکھا رہے گا مغفرت کی دعا ہوتی رہے گی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)---چاند کی گواہی

فتاوی رضویہ کی ۲۶ ویں جلد میں موجود امامِ اہلِ سنت کا علمِ تقویم پر مشتمل رسالہ ''نُطْقُ الْھِلَالِ بَارِخُ وِلَادِالْحَبِیْبِ وَالْوِصَالِ ''کا آسان انداز میں خلاصہ ہے جس میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا تھا کہ روایات میں ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ہوئی لیکن علمِ تقویم کے اعتبار پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول نہیں پڑ رہی اور یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہونے والا مسئلہ تھا مگر اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اس کا آسان انداز میں جواب ارشاد فرمادیا۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...علمِ تقویم کا لاحل مسئلہ
☆...پیر کے دن 12 تاریخ نہیں
☆...سب سے پہلے اعتراض کس نے کیا؟
☆...مکہ میں چاند کیسے دکھ گیا؟
☆...کیا لگاتار تین مہینے 30 کے ہو سکتے ہیں؟
☆...نطق الہلال رسالہ تصنیف کرنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)---شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام "مراح الارواح" کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)---شفیقیہ

اس کتاب میں شارح مسلم کی چالیس احادیث کا مجموعہ، مشہورِ زمانہ کتاب "الاربعین النوویہ" کا آسان اردو ترجمہ نیز راویوں کے حالات کے بھی بیان کیے گیے ہیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...مترجم کا تعارف ☆...عبارت مع اعراب

☆... سلیس اردو ترجمہ ☆...راویوں کے حالات

مصنف: شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)---شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجہ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)۔۔۔القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب "الفقہ الاکبر" کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف وعقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...عقائد کے کتنے اور کون کون سے اہم ہیں؟
☆...اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟
☆...واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟
☆...کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟
☆...کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟
☆...اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟
☆...حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟
☆...قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث
☆...اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟
☆...اہل سنت کی نشانی در زمانۂ امام اعظم
☆...کیا زمین گھومتی ہے؟
☆...اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟
☆...بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟
☆...کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟
☆...مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث
☆کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...
☆...۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔
☆...اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)۔۔۔شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب ''نور الایضاح'' کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف ☆... فقہی اصطلاحات

☆... بنیادی باتیں ☆... صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال

☆... عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ ☆... سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)۔۔۔صرف کے دلچسپ سوالات

علمِ صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب و ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... وزن کے لئے ''ف، ع، ل'' کو کیوں خاص کیا گیا؟ ☆... فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆... فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆... فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆... فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆... فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆... ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆... اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆... صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے ☆... نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆... ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆... ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(35)۔۔۔اسرار الایمان فی حقائق الارکان

اسلامی عقائد و ارکان کی حکمتوں پر مشتمل لاجواب کتاب

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...عقائد کی حکمت ☆...اذان کی حکمت

☆...طہارت کی حکمت ☆...نماز کی حکمت

☆...جماعت کی حکمت ☆...درود کی حکمت

☆...مختلف چیزوں کی حکمت ☆...مصنف کی دیگر کتب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

عنقریب آنے والی کتب

(1)---عنایۃ الحکمت لحل بدایۃ الحکمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)---عطایۃ الحکمت شرح ھدایۃ الحکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---خلیلیہ شرح مناظرۃ الرشیدیہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---کلام الوقایہ شرح شرح الوقایہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---رحمۃ الباری شرح تفسیر البیضاوی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---مختار التاویل شرح مدارک التنزیل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---الدلالة الشاهدة شرح البلاغة الواضحة

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---سلیم النظر شرح نزهة النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)---نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)---درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(13)---علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(14)---کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام "کامیابی کے

دس اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مثبت سوچ رکھنے والا ہو ☆... نظم وضبط کے ساتھ رہنے والا ہو

☆... لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو ☆... اپنے کام کو شوق ولگن کے ساتھ کرنے والا ہوں

☆... ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو ☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو

☆... کام کو بانٹنے والا ہو ☆... خدار اور متوکل ہو

☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو ☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)---نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف

☆... عربی عبارت مع اعراب ☆... عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ

☆... عربی عبارت کی شرح ☆... سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)---عرفان الاثار شرح معانی الاثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الاثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف
☆... شارح کا تعارف
☆... متن مع اعراب
☆... متن کا سلیس اردو ترجمہ
☆... اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل
☆... ترجحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)---تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے: (۱)۔ علمِ توقیت۔ (۲)۔ علمِ فلکیات۔ (۳) علمِ تقویم۔ (۴)۔ علمِ طب۔ ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

☆... علمِ توقیت ☆... علمِ فلکیات ☆... علمِ تقویم ☆... علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

یادداشت

ش		صفحہ

یادداشت

ش		صفحہ